سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2015

منگل،16۔جون2015
(یوم الثلاثہ،28۔شعبان المعظم1436ھ)

سولہویں اسمبلی: پندرہواں اجلاس

جلد 15: شمارہ 5

327

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ16۔جون2015

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبولﷺ

عام بحث

"سالانہ بجٹ برائے سال16-2015 پر عام بحث"

329

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا پندرھواں اجلاس

منگل،16۔جون2015

(یوم الثلاثہ،28۔شعبان المعظم1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر15منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانامحمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ
حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ
وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾ اَلَّذِيْنَ
يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا
مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾

سورة البَقَرَة آیات 261 تا262

جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان (کے مال) کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات (7) بالیں اگیں اور ہر ایک بال میں سو سو دانے ہوں اور اللہ جس (کے مال) کو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے۔ وہ بڑی کشائش والا (اور) سب کچھ جاننے والا ہے (261) جو لوگ اپنا مال اللہ کے رستے میں صرف کرتے ہیں پھر اس کے بعد نہ اس خرچ کا (کسی پر) احسان رکھتے ہیں اور نہ (کسی کو) تکلیف دیتے ہیں۔ ان کا صلہ ان کے پروردگار کے پاس (تیار) ہے اور (قیامت کے روز) نہ ان کو کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے (262)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

انوار مصطفٰے نے دِل کو دِل بنا دیا
جلوہ طرازو رونق محفل بنا دیا
میرے وفورِ شوق پر مجلس میں آپ نے
مجھ کو بھی پاانداز کے قابل بنا دیا
مقصود منزل آپ کے فیضان سے ملا
منزل کو میری آپ نے منزل بنا دیا
بےچین مُشت خاک کی آقا بساط کیا
رحمت نے آپ کی کسی قابل بنا دیا

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ بابت سال 16-2015 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ معزز ممبران اسمبلی کل سے بجٹ 16-2015 پر بحث کا آغاز ہو چکا ہے۔ اس بحث کا آغاز قائد حزب اختلاف نے کیا تھا اور آج بھی اس پر بحث جاری رہے گی، جن حضرات نے اس بحث میں حصہ لینا ہے وہ اپنے نام سیکرٹری صاحب کو لکھوا دیں۔ آج سب سے پہلا نام ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں؟ اب ان کا نام سب سے پیچھے جائے گا، ان کا نمبر سب سے آخر میں جتنے میرے پاس ممبران آپ کی طرف سے ہیں ان کے بعد آئے گا۔ کیا ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب تشریف فرما ہیں؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! وہ بس آنے والے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اگلے ہمارے ممبر احمد شاہ کھگہ صاحب ہیں۔ میں تمام ممبران سے گزارش کروں گا کہ وقت کا خیال رکھیں۔ میری کوشش ہو گی کہ آپ کی بات زیادہ سے زیادہ سنی جائے لیکن time limit اپنی جگہ پر ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں مختصر ہی بات کروں گا۔ میں صرف اپنے حلقے کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ میرا حلقہ نمبر 229 جو کہ دیہات پر مشتمل ہے اس کے بارے میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ تک یہ پیغام پہنچانا چاہتا ہوں کہ میرے حلقے میں تعلیم کی کمی ہے۔ چونکہ وہ تمام دیہی علاقہ ہے تو جو فنڈز تعلیم کے لئے رکھے گئے ہیں ان میں سے ہمارے حلقے کی نورپور سب تحصیل ہے، ایک ملکہ ہانس قصبہ ہے جس کی ایک ڈیڑھ لاکھ آبادی ہے اور ایک چک شفیع بہت بڑا قصبہ ہے ان تینوں میں اگر لڑکیوں اور لڑکوں کے لئے ڈگری کالج رکھے جائیں تو بہت مہربانی ہو گی کیونکہ نورپور سے میٹرک کرنے کے بعد لڑکے اور لڑکیاں ساہیوال جاتی ہیں جس کا تقریباً 40 کلو میٹر ایک طرف فاصلہ بنتا ہے یعنی صبح اور شام 80 کلو میٹر کا سفر کرنا پڑتا ہے۔ ملکہ ہانس بھی 25 کلو میٹر دُور ہے تو تقریباً 50 کلو میٹر سفر بنتا ہے اور چک شفیع سے عارف والا بچے جاتے ہیں جس کی وجہ سے یہی مسئلہ بنتا ہے کہ

بچوں کے ساتھ ان کے والد کو بھی جانا پڑتا ہے لہٰذا اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ اس فنڈ میں اگر پیسے عنایت ہو جائیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر! دوسری میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا چونکہ دیہاتی کلچر ہے جہاں کے لوگ اتنے پڑھے لکھے نہیں ہوتے تو پچھلے دو سالوں میں وہاں بچیوں اور بچوں کے سکولوں کو اکٹھا کیا گیا ہے جس کی وجہ سے لڑکیوں کے والدین نے انہیں سکول جانے سے روک دیا ہے۔ اگر دیہی علاقوں میں لڑکیوں کا پہلے جیسا انتظام یعنی ان کے سکول علیحدہ علیحدہ ہو جائیں تو ہماری تعلیمی ratio بڑھ سکتی ہے۔ میں وزیر اعلیٰ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ جو لڑکیوں کے والدین ہیں وہ لڑکیوں کو لڑکوں کے سکول میں بھیجنا پسند نہیں کرتے اس لئے اس پر کوئی مہربانی ہو جائے تاکہ تعلیم زیادہ عام ہو سکے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں کھیل کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ وزیر اعلیٰ کا کھیل کے بارے میں وژن بہت اچھا ہے اور ماشاء اللہ بہت سے festivals بھی کروائے گئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے حلقے میں بھی سپورٹس فنڈ میں سے تین جو بڑے قصبے نور پور، ملکہ ہانس اور چک شفیع ہیں، ان کے علاوہ وہاں بڑے گاؤں 30/EB,28/EB,32/EB,24/EB,12/EB,50/SP جیون شاہ اور رنگ شاہ میں گراؤنڈ عنایت فرمائے جائیں اور جن گاؤں میں سرکاری رقبے ہیں وہاں وہ لے کر دیئے جائیں جبکہ جہاں پر رقبہ نہیں ہے وہاں پر کوئی متبادل زمین اس فنڈ میں سے خرید کر گراؤنڈ بنائے جائیں تاکہ ہماری نوجوان قیادت بیماریوں سے بچ سکے اور صحت مند معاشرہ قائم ہو سکے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں زراعت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ زمیندار طبقہ پچھلی چار اجناس سے پس رہا ہے۔ پچھلی کپاس کی فصل کوڑیوں کے دام فروخت ہوئی ہے اور دھان صرف ایک ہزار روپے میں فروخت ہوئی ہے۔ اسی طرح آلو کا کسی زمیندار کے سامنے نام لے لیں تو وہ دوبارہ بے ہوش ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ٹوٹل گندم بھی نہیں خریدی گئی تو اس کے بارے میں میری تجویز یہ ہے کہ گورنمنٹ ہم زمینداروں سے ہر چیز خریدے۔ آپ یقین کریں کہ جب ہم منڈیوں میں جاتے ہیں جیسے پچھلے دنوں میں نے اپنے چھ ٹرالے مکئی کے بھیجے جس میں پانچ ٹرالیوں کی مجھے قیمت ملی ہے اور ایک مڈل مین ہی کھا گیا ہے کہ فوری اگر پیسے لینے ہیں تو سو روپے کٹوتی کر کے ابھی لے لو ورنہ ایک ماہ بعد پیسے ملیں گے۔ گزارش یہ ہے کہ گورنمنٹ کے پاس ادارے بھی ہیں جو ہم سے اجناس خریدیں تاکہ ہمیں پتا ہو کہ ہم نے اس ریٹ پر دینی ہے۔ مکئی کا اب یہ حال ہے کہ اس کا ریٹ 750 اور 800 تک آ گیا ہے جو کہ ہمارے بس میں نہیں ہے۔ اس کے بارے میں، میں چاہوں گا کہ جیسے باقی محکموں میں کافی سارے پیسے رکھے

گئے ہیں اس لحاظ سے زراعت کے لئے تھوڑے فنڈز رکھے گئے ہیں لہذا اس کو بڑھایا جائے اور زمینداروں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ زمینداری ایک ایسا شعبہ ہے کہ جب ہم زمین میں بیج ڈالتے ہیں تو سب سے پہلے زمیندار کو پرندے پڑتے ہیں اس کا بیج وہ چگتے ہیں اور اس کو نقصان دیتے ہیں۔ اس کے بعد جب فصل بڑی ہوتی ہے تو کسی کا جو بھی جانور کُھلتا ہے وہ زمیندار کی فصل کا نقصان کرتا ہے لیکن جب فصل پک جاتی ہے تو پکی فصل کو چور پڑ جاتے ہیں۔ کوئی مکئی لے جاتا ہے تو کوئی کپاس چُرا کر لے جاتا ہے۔ جب زمیندار اس کو اکٹھا کر کے شہر لے جاتا ہے تو وہاں ڈاکو آڑھتیوں کے رُوپ میں بیٹھے ہوتے ہیں وہ بھی ہمیں لوٹتے ہیں لہذا اس کے لئے کوئی لائحہ عمل تیار کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس کا کوئی بندوبست فرمائیں۔ اس کے بعد ہمارے ضلع پاکپتن شہر میں ایک غلہ منڈی ہے جو کہ ناکافی ہے جبکہ گورنمنٹ نے باہر رقبہ خریدا ہوا ہے اور اس کی قیمت بھی ادا کی ہوئی ہے مگر آج سات سال ہو چکے ہیں اس پر گورنمنٹ کو سود پڑ رہا ہے۔ یہ بات میں نے پہلے بھی ایوان میں اٹھائی تھی اور وزیر موصوف نے ہمیں یقین دہانی کروائی تھی کہ اس پر stay ہے جیسے ہی وہ stay ختم ہو گا تو ہم غلہ منڈی بنوائیں گے۔ میں آپ کی وساطت سے ان کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ stay ختم ہو گیا ہے اور گورنمنٹ کو بھی اس کا پیسا پڑ رہا ہے۔ یہ ہمارے ضلع پاکپتن کا دیرینہ مطالبہ ہے لہذا اس پر ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب توجہ فرمائیں۔ میرے علاقے کے لوگ ساہیوال اور عارف والا چلے جاتے ہیں لیکن وہ پاکپتن منڈی میں جانے کے لئے تیار نہیں ہیں لہذا اس غلہ منڈی سے میرے پاکپتن شہر کی income میں بھی اضافہ ہو گا۔

جناب سپیکر! میرے علاقے میں پینے کا صاف پانی نہیں ہے اور اس کی رپورٹ ایوان میں بھی موجود ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ 32 گاؤں ایسے ہیں جہاں پر پانی مضر صحت ہے۔ میری بڑی بہن یہاں پر بیٹھی ہیں تو میں اُن سے گزارش کروں گا کہ جو بھی مناسب سمجھیں وہ میرے حلقے میں پینے کے صاف پانی کے پلانٹس اور ٹیوب ویل لگائے جائیں تو مہربانی ہو گی۔ اس کے علاوہ ہمارے ضلع میں نہری نظام چل رہا ہے جو کہ بہت اچھا ہے۔ ایک یہی ایسا نظام ہے جس کا آبیانہ ہم 150 روپے دیتے ہیں اور پورے چھ ماہ ہم اس کا پانی لگاتے ہیں اور یہی ہمارے لئے ٹھنڈی ہوا کا ایک جھونکا ہے لیکن اس پر توجہ دینے کی بات یہ ہے کہ اس کو پکا کیا جائے۔ جو لوگ ٹیل پر آتے ہیں وہ 6، 7 کلومیٹر تک محروم رہ جاتے ہیں۔ پچھلی دفعہ آپ کی گورنمنٹ نے فنڈز دیئے ہیں جو اچھا کام کیا ہے لیکن میں گزارش کروں گا کہ جو باقی راجباہ رہتے ہیں اُن کے لئے بھی پیسے رکھے جائیں۔ میری بڑی بہن سُن رہی ہیں تو مجھے امید ہے کہ وہ

ضرور میری گزارش آگے پہنچائیں گی۔اس کے علاوہ سوئی گیس پائپ لائن ہمارے نور پور، ملکہ ہانس، چانوٹ اور لوہاراں والی کھوئی سے گزر رہی ہے جس کے لئے میں چاہوں گا کہ اگر وفاق کو سفارش کر دی جائے اور وہاں کے قصبوں کو بھی گیس مل جائے تو بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: آپ کے وہاں ایم این اے ہوں گے آپ اس بارے اُن سے بات کریں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! وہ تو بات کرتے ہی نہیں ہیں۔ اگر وہ بات کرتے تو سوئی گیس مل جاتی۔ اگر مناسب سمجھیں تو فیڈرل کو اس کی سفارش کر دی جائے۔ اس کے علاوہ میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ ترقیاتی کاموں کے فنڈز سے پچھلے دو سال سے ہمیں محروم رکھا گیا ہے چونکہ میرا ووٹر بھی اتنا ہی پاکستان کا شہری ہے جتنا لاہور کا ہے لہٰذا میری گزارش ہو گی کہ یہ محرومی ختم کی جائے یا ہمیں بتا دیا جائے کہ ہم نے یہ فنڈز کسی اور سے مانگنے ہیں۔ ہم اس پنجاب کا حصہ ہیں اور وزیراعلیٰ ہمارے بھی وزیراعلیٰ ہیں بے شک دوسری پارٹی کے ہیں لیکن انہیں چاہئے کہ ہمیں زیادہ نوازیں کیونکہ ہم ان سے جیت کر آئے ہیں اور اس کا مطلب ہے کہ ہماری value زیادہ ہے۔ میرے حلقے کے لوگوں کو محروم نہ کیا جائے اور ان کی demand ہے کہ جو اُن کا حصہ بنتا ہے وہ دیا جائے۔ مہربانی

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ اگلے مقرر چودھری عبدالرزاق ڈھلوں صاحب ہیں۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آج قائد محترم میاں محمد شہباز شریف کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے 1447۔ارب 26 کروڑ روپے بڑے احسن طریقے سے پورے پنجاب میں تقسیم کئے۔ آج میں یہاں پر یہ بات بھی کروں گا کہ اپوزیشن ہمیشہ میٹرو بس کی بات کرتی ہے تو میں اُن سے یہ سوال کرتا ہوں کہ کیا ویگنوں میں خواتین کی پھر بے حرمتی ہونی چاہئے، کیا کرایوں میں لوٹ مار ہونی چاہئے، کیا بوڑھے لوگوں کو ویگنوں میں دھکے کھانے چاہئیں، کیا گرمیوں میں مسافروں سے بُرا سلوک ہونا چاہئے اور کیا ویگنوں کی overloading ان کو خوبصورت لگتی ہے؟ اس کا دوسرے صوبوں کے ساتھ موازنہ کریں کہ وہاں پر ٹریفک کے کیا حالات ہیں؟

جناب سپیکر! آج میرے پنجاب کی عوام ائرکنڈیشنڈ بسوں میں سفر کر رہی ہے اور میرے قائد کو دعائیں دے رہی ہے کیونکہ تین لاکھ لوگ روزانہ بس میں سفر کرتے ہیں۔ اگر اسے یہ جنگلہ بس کہتے ہیں تو پھر سکھر میں لوہے کا پُل کیوں بنا ہے اور اس کی وجوہات بھی بتائیں کہ لوہے کے پُل کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ بے روزگاری کے خاتمے کے لئے ہیلتھ انشورنس سکیم، غریب اور نادار لوگوں کو بلاسُود قرضہ جات اور غریب لوگوں کو پچاس ہزار گاڑیاں دی گئیں تاکہ وہ اپنا روزگار کما سکیں۔ یہ سب

کچھ اِن کو کتنا بُرا لگتا ہے اور بتائیں کہ یہ کون سی حکومت چاہتے ہیں؟ اس کے علاوہ 6400 فلیٹس غریب لوگوں کو دیئے جائیں گے، چائلڈ پروٹیکشن انسٹیٹیوٹ، زچہ بچہ ہسپتال اور غریب بچوں کے لئے علاج کی سہولیات دی ہیں۔ اگر energy crisis کی طرف آئیں تو لوڈشیڈنگ کے مسائل ہیں لیکن کوئلے سے بننے والی بجلی کی تیاری لاہور، قصور، فیصل آباد اور ملتان میں ہو رہی ہے۔ اسی طرح 15 سے 20 میگاواٹ بائیوماس تھرمل پاور پلانٹ چک جھمرہ فیصل آباد میں شروع ہے، M-3 انڈسٹریل اسٹیٹ فیصل آباد اور اس کے ساتھ سندر انڈسٹریل اسٹیٹ میں بھی شروع ہے۔ کیا یہ نہیں چاہتے کہ اس ملک میں ترقی ہو، کیا یہ نہیں چاہتے کہ اس ملک کو روزگار ملے اور کیا یہ نہیں چاہتے کہ اس ملک میں انڈسٹری لگے؟ اگر ایسا کرنا غلطی ہے تو میرا قائد یہ غلطی بار بار کرے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! رورل ایریا میں 52۔ارب روپے سڑکوں کی تعمیر اور repair کے لئے رکھے گئے ہیں۔ آبپاشی کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے نہروں کی صفائی اور صاف پانی کا پروگرام شامل ہے جس کی ضرورت ہے۔ اسی طرح لائیوسٹاک اور کئی ترقیاتی پراجیکٹس شامل ہیں۔ یہ دیہات اس پنجاب کی ریڑھ کی ہڈی ہیں تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ پنجاب اور دیہاتوں کی صورتحال بہتر کرنے کے لئے میرے قائد نے جو پراجیکٹس دیئے ہیں اُن پر میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ ٹیکنیکل اداروں کی بہتری کے لئے ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ، TEVTA اور PVTC کو بہتر بنا کر اگر 2018 میں بیس لاکھ افراد کو ہم روزگار مہیا کریں گے تو کیا یہ بُری بات ہے؟ میرے قائد کا جو خواب تھا اُس کی تکمیل ہوگی اور انشاء اللہ تعالیٰ پنجاب کے بے روزگار نوجوان 2018 میں روزگار لے کر رہیں گے اور پنجاب میں بے روزگاری ختم ہوگی۔

جناب سپیکر! سکولوں کے تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کے لئے 4727 سکولوں میں تعمیر نو کی جائے گی۔ چار نئے دانش سکول جہاں پر غریب لوگوں کے بچے، بے بس لوگوں کے بچے، مزدور اور پھٹے لگانے والوں کے بچے پڑھیں گے۔ کیا تعلیم دینا بُری بات ہے؟ اس کے ساتھ ساتھ ایجوکیشن انڈوومنٹ فنڈ، 2500 ایڈیشنل کلاس رومز، 990 آئی ٹی لیب و سائنس لیب اور پورے پنجاب میں 500 نئے پرائمری سکول بنائے جائیں گے، کیا پورے پنجاب میں تعلیم کے حوالے سے ایسی کوئی مثال ملتی ہے؟ اس دفعہ میرے قائد نے 27 فیصد بجٹ دے کر پنجاب میں مثال قائم کر دی ہے۔ اسی طرح ہائر ایجوکیشن کے حوالے سے کالجوں کی missing facilities، وومن کالجز کا قیام، اس کے ساتھ ساتھ ذہین طلباء کے لئے سکالرشپ دینا، ایک لاکھ طلباء کے لئے لیپ ٹاپ دینا اور ٹیکنیکل ایجوکیشن دینا

میرے قائد کا کارنامہ ہے۔اِن کو کیا پتا کہ ٹیکنیکل ایجو کیشن کیا ہوتی ہے ؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی بات ہے۔آج غریب کا بچہ ٹیکنیکل ایجو کیشن حاصل کر رہا ہے اور آپ یقین کریں کہ طلباء پیسے اکٹھے کر کے اور لوگوں سے مانگ کر لیپ ٹاپ خریدتے تھے جبکہ آج جس طرح اُن کو لیپ ٹاپ مل رہے ہیں اس حوالے سے میرے قائد کا بہت بڑا قدم ہے۔

جناب سپیکر!ہیلتھ پالیسی کے حوالے سے عرض کروں گا کہ Pakistan Kidney and Liver Institute and Research Centre، ہیلتھ انشورنس، موبائل ہیلتھ یونٹس، ہیپاٹائٹس (سی) کے پراجیکٹ کے لئے فنڈزاور چلڈرن ہسپتال میں بچوں کی ہارٹ سرجری کے حوالے سے میں اپنے قائد کو سلام پیش کرتا ہوں کیونکہ اس قسم کے اقدامات پاکستان کی تاریخ میں نہیں ہو سکے۔

جناب سپیکر!میں آج لاء اینڈ آرڈر پر بھی بات کرنا چاہتا ہوں کہ Punjab Police Integrated Command, Control and Communication Centre کا قیام،لاہور، راولپنڈی اور ملتان میں ایڈیشنل اینڈ سیشن ججوں کی 317 اسامیاں اور سول ججوں کی 696 اسامیاں پیدا کی ہیں۔اس کے ساتھ کاؤنٹر ٹیررازم فورس کا قیام،پولیس سروس سنٹرز،پولیس ایمرجنسی اور اس کے ساتھ شہداء کی families کے لئے خصوصی پیکج دیا گیا ہے۔آج میں یہاں پر پنجاب کے پولیس کے اُن شہداء کو سلام پیش کرتا ہوں جنہوں نے دہشت گردی کے خلاف ڈٹ کر اپنی قربانیاں دیں۔آج میں پاک فوج کے جوانوں کو بھی سلام پیش کرتا ہوں جنہوں نے دہشت گردی کو ختم کرنے کے لئے قربانیاں دیں۔آج میں اپنی فوج اور شہداء کے لئے صرف اتنا ہی کہوں گا کہ :

یہ ہاتھ کٹ بھی گئے تو تب بھی تیرے علم کو نہ جھکنے دوں گا
اے پاک دھرتی میں تیرا بیٹا تیری حرمت پہ کٹ مروں گا

رپورٹ
(جو پیش ہوئی)

جناب سپیکر: شکریہ۔اگلے مقرر جناب امجد علی جاوید صاحب ہیں لیکن اس سے پہلے ڈاکٹر مختار احمد بھرتھ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی۔II کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں، میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

حکومت پنجاب کے حسابات پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 10-2009 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

ڈاکٹر ملک مختار احمد بھرتھ: جناب سپیکر! میں

"حکومتِ پنجاب کے حسابات پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 10-2009 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی-II کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: جی، رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔ جی، امجد علی جاوید صاحب!

سالانہ بجٹ بابت سال 16-2015 پر عام بحث

(---جاری)

جناب امجد علی جاوید: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنی بجٹ تقریر کے آغاز میں اُن نام نہاد تبدیلی کے دعویداروں اور علمبرداروں کی خدمت میں یہ گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں پہلی خاتون وزیر خزانہ نے بجٹ پیش کر کے اُس soft انقلاب جس کے ہم دعویدار ہیں، کا آغاز کر دیا ہے کہ ہم جو بات کہتے ہیں وہ کر کے دکھاتے ہیں اور نعروں پر یقین نہیں رکھتے۔

جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے یوں تو ہماری وزیر خزانہ کو مبارکباد بھی دی لیکن---

جناب سپیکر: ماشاء اللہ، مہربانی آپ کی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! کیا ہی بہتر ہوتا کہ اس کا عملی اظہار وہ اس طرح سے کرتے کہ ایک خاتون وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر کو سکون کے ساتھ سُنتے اور اس سے نہ صرف ایک خوشگوار پارلیمانی روایت کا آغاز ہوتا بلکہ اپوزیشن کا بھی ایک سنجیدہ اپوزیشن کے طور پر وقار بلند ہوتا۔ میں اس پر انہیں صرف یہی گوش گزار کروں گا کہ:

چھوڑ گئے تم بھی مجھے اوروں کی طرح
ساتھ چلتے تو نئی رسم کے بانی ہوتے

جناب سپیکر!قائد حزب اختلاف نے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے کام کی بھی تعریف کی جس پر میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس ایوان کو مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ کے کام کا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے۔یہ ہمارے اس رب کریم کا کرم ہے کہ جو پتھروں سے بھی کلمہ کہلوا سکتا ہے اور جس نے ان کے منہ میں یہ زبان ڈالی کہ انہیں یہ موقع ملا اور انہوں نے وزیر اعلیٰ پنجاب کے کام کی تعریف کی تو میں وزیر اعلیٰ کی طرف سے ان کی خدمت میں ایک شعر نذر کرتا ہوں:

میں نے سوکھی ہوئی ٹہنیوں پہ اپنا لہو چھڑکا تھا
پھول اگر اب بھی نہ کھلتے تو قیامت کرتے

جناب سپیکر!تنقید اور تعریف ہر بجٹ کا مقدر ہوتی ہے۔معاشیات کا علم ہمیں یہ بتاتا ہے کہ انسانی خواہشات لامحدود ہیں اور وسائل محدود ہیں اور ان کے درمیان توازن پیدا کرنے کا آرٹ ہی بجٹ ہے کہ کس طرح آپ اپنی ترجیحات کا تعین کرتے ہیں کہ جو وسائل کاٹ کر لوگوں کی خواہشات کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ایک ترقی پذیر ملک کے اندر یہ صورتحال اور بھی گھمبیر ہو جاتی ہے۔یہاں بجٹ سازی کا جو کام ہے وہ کانٹوں کا بستر ہے کہ:

ہر کوئی ہے دل کی ہتھیلی پہ صحرا رکھے
وہ کسے سیراب کرے کسے پیاسا رکھے

جناب سپیکر!وسائل کی کمی، دہشت گردی اور توانائی کے بحران کے شکار ملک میں جہاں کبھی دھرنوں کی آڑ میں اور کبھی point scoring کرنے کے لئے ہڑتالوں کی سازش کی جاتی ہے تو وہاں ایک آئیڈیل بجٹ بنانا بہت مشکل ہے لیکن ایک متوازن بجٹ بنانا بھی بہت ہی قابل داد ہے۔میں مبارکباد پیش کرتا ہوں وزیر خزانہ کو کہ انہوں نے 1447۔ارب 26 کروڑ روپے کا ایک متوازن بجٹ پیش کر کے اس پنجاب کی ایک تاریخ رقم کر دی ہے۔2015-16 کے بجٹ میں صحت سے لے کر تعلیم تک، تعلیم سے لے کر اریگیشن تک اور اریگیشن سے زراعت تک ہر شعبے کے اندر بجٹ کی رقم بڑھائی گئی ہے۔

جناب سپیکر!میں تعلیم کی بات کروں گا کہ جس میں 310۔ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے جو پنجاب کے بجٹ کی تاریخی رقم ہے کہ اس سے پہلے کبھی اتنی رقم تعلیم کے شعبے پر مختص نہیں کی گئی اور اس کا حجم کل بجٹ کے ترقیاتی پروگرام کا 27 فیصد بنتا ہے جو کہ تاریخی figure ہے۔

جناب سپیکر!اگر ہم صحت کی طرف آتے ہیں تو اس میں 166۔ارب روپے رکھے گئے ہیں اور سب سے اہم بات جو کی گئی ہے کہ غریب مریضوں کو ادویات کی فراہمی کے لئے بجٹ میں 25 فیصد

اضافہ کیا گیا ہے تاکہ وہ غریب مریض جنہیں ہسپتالوں میں ادویات نہ ملنے کی شکایات ہوتی تھیں انہیں ادویات میسر آ سکیں۔اس بجٹ میں تعلیم سے ماہی گیری تک ہر شعبے میں پہلے سے زیادہ رقوم مختص کی گئی ہیں۔

جناب سپیکر!اب میں تجاویز کی طرف آتا ہوں تو اس میں میری یہ تجویز ہو گی کہ شعبہ صحت میں وزیر خزانہ صاحبہ سے یہ گزارش ہو گی کہ اس بات کی طرف توجہ دی جائے کہ بڑے شہروں میں جہاں پہلے سے ہی میڈیکل کالجز اور بڑے بڑے ہسپتال موجود ہیں، وہاں مزید میڈیکل کالجز کھولنے کی بجائے ہر ضلع کے اندر جہاں میڈیکل کالجز اور بڑے ہسپتال موجود نہیں ہیں، پابندی عائد کر دی جائے کہ آئندہ کسی بڑے شہر میں کوئی میڈیکل کالجز نہیں کھلیں گے۔ پہلے وہ اضلاع جہاں میڈیکل کالجز نہیں ہیں وہاں میڈیکل کالجز کھلیں گے۔ اگر میڈیکل کالجز کھلیں گے تو ان کے ساتھ teaching Hospital بنیں گے، teaching Hospital بنیں گے تو ان شہروں کے لوگوں کو زیادہ سہولیات میسر آئیں گی۔اگر یہ فوری ممکن نہ ہو تو میری یہ گزارش ہو گی کہ جو ڈی ایچ کیوز ہیں ان کو جو قریبی teaching Hospitals ہیں یا میڈیکل کالجز ہیں ان کے ساتھ منسلک کر دیا جائے۔

جناب سپیکر!تعلیمی اداروں کے حوالے سے میری یہ گزارش ہو گی کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک کے اندر تعلیم کا معیار بہتر کیا جائے اور اس ملک کے اندر غریب بچوں کو مفت اور معیاری تعلیم کی فراہمی کی جا سکے تو ہمیں یہ یقینی بنانا ہو گا کہ اساتذہ پر دیگر load کو کم کیا جائے اور ساتھ ہی انہیں انتظامیہ کے حلقہ اثر سے آزاد کیا جائے تاکہ وہ اپنے کام پر صحیح توجہ دے سکیں۔

جناب سپیکر: امجد صاحب!وقت پورا ہو گیا ہے اور جلدی سے wind up کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!ہوائی سفر پر جو ٹیکس لگایا گیا ہے میں اس حوالے سے محترمہ وزیر خزانہ جو معاشیات کی استاد ہیں، سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایک ٹیکس جو پہلے سے economic activity کو متاثر کرے کہ پنجاب کے اندر پہلے سے ہی ایک ٹیکس جو صرف پنجاب کے اندر ہے کہ 960 روپے ایک ٹکٹ پر لیا جاتا ہے۔اگر یہ ٹیکس لاگو ہو گیا تو یہاں کا جو کاروباری طبقہ ہے وہ وفاق کی طرف shift کر جائے گا اور یہاں سے جو پیسا ٹیکس کی مد میں پہلے وصول ہو رہا ہے وہ بند ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔جی، اگلے مقرر ملک محمد احمد خان صاحب!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔اگلی مقرر محترمہ لبنیٰ فیصل!

محترمہ لبنیٰ فیصل: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، پنجاب کی پہلی خاتون وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے نامساعد حالات کے باوجود بھی پنجاب کا 1447۔ارب 24 کروڑ روپے سے زائد کا متوازن بجٹ پیش کیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے اپنے قائد محترم میاں محمد نواز شریف کی نذر یہ شعر کرتی ہوں:

تیرے ہاتھ میں قلم ہے تیرے ذہن میں اجالا
تجھے کیا مٹا سکے گا وہ ظلمتوں کا پالا
تجھے فکر و امن و عالم اُسے اپنی ذات کا غم
تو طلوع ہو رہا ہے وہ غروب ہونے والا

جناب سپیکر! اس بجٹ میں موجودہ حکومت نے تعلیم کے لئے 310۔ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی ہے۔ محکمہ تعلیم اب ایک محکمہ نہیں بلکہ کئی محکموں میں تقسیم ہو گیا ہے جس میں سکول ایجوکیشن، ہائر ایجوکیشن، ٹیکنیکل ایجوکیشن اور سپیشل ایجوکیشن نمایاں ہیں۔ حکومت نے ان تمام محکموں کے لئے علیحدہ علیحدہ بجٹ مختص کیا ہے جو کہ بہت خوش آئند ہے۔ پنجاب کے تعلیمی اداروں کی missing facilities کو پورا کرنے کے لئے آئندہ مالی سال کے بجٹ میں بھی اربوں روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! تعلیم کے فروغ اور ذہین بچوں کی حوصلہ افزائی کے لئے 11۔ارب روپے سے پنجاب انڈوومنٹ فنڈ قائم کیا گیا تھا۔ پچھلے مالی سال 15-2014 کے بجٹ میں بھی اس کے لئے 2۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی تھی اور آئندہ مالی سال کے لئے بھی 2۔ارب روپے کی مختص کردہ رقم حکومت کی تعلیم دوستی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

جناب سپیکر! ٹیکنیکل ایجوکیشن پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت کی ترجیحات میں شامل ہے کہ کس طرح لوگوں کو ہنر مند بنانا ہے اور کس طرح ان کے لئے روزگار کے مواقع پیدا کرنے ہیں۔ اس بجٹ میں 20 لاکھ افراد کو ٹیکنیکل ایجوکیشن دینے کے لئے 4۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جو پنجاب حکومت کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ پنجاب حکومت نے خواتین کے لئے بھی ٹیکنیکل ایجوکیشن کے ادارے قائم کئے ہیں تاکہ خواتین بھی باعزت طریقے سے اپنے خاندان کی کفالت کر سکیں۔ بلا سود قرضہ جات کی بلا تفریق تقسیم پروگرام بھی قوم کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے میں اہم کردار ادا کرے گا اس لئے کہتے ہیں کہ:

ہم ہر حال میں حق بات کا اعلان کریں گے
ہم پیروی حنبل و نعمان کریں گے
ہم اہل جنوں اور جھکیں موت کے آگے
ہم جب بھی مرے موت پہ احسان کریں گے

جناب سپیکر: بی بی ذرا خیال کریں اوپر سے دیکھ کر پڑھنا ٹھیک نہیں ہوتا آپ اس سے help لے سکتی ہیں، hints لے سکتی ہیں۔

محترمہ لبنیٰ فیصل: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ میاں محمد شہباز شریف کے لئے بجلی کا بحران سب سے بڑا چیلنج تھا اس سے نمٹنے کے لئے پچھلے مالی سال کے بجٹ میں 31۔ارب روپے کی خطیر رقم رکھی گئی تھی اور آئندہ میزانیے میں بھی 618۔ارب روپے لگائے جا رہے ہیں جس میں سے 360۔ارب روپیہ چائنا کی کمپنی لگائے گی، اس طرح ایک بڑی سرمایہ کاری بھی پاکستان میں ہو گی۔ میں اس energy crisis سے نمٹنے کے لئے ایسے مصدق منصوبوں کو شروع کرنے سے پہلے پنجاب حکومت اور اپنے قائدین کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب ہم لوڈ شیڈنگ کے عذاب سے بالکل آزاد ہو جائیں گے۔ سولر انرجی سے دنیا آشنا ہے اس انرجی کی اہمیت کے پیش نظر میرے قائد میاں محمد شہباز شریف نے بہاولپور میں قائداعظم سولر پارک کے منصوبے کا آغاز کیا اور اب اس کا افتتاح ہو چکا ہے۔ میرے ساتھ پورے پنجاب کی گواہی ہے کہ ایسے منصوبے پاکستان کے طول و عرض میں مکمل ہوں گے تاکہ پاکستان بھی ترقی یافتہ ممالک کی صف میں کھڑا ہو۔ میں یہاں اپوزیشن کے لئے کچھ کہتی چلوں:

اُلجھے تو تلخیوں کی بھی حد سے گزر گئے
ٹوٹے تو کرچیوں کی بھی حد سے گزر گئے
نفرت ہوئی کسی سے تو بے انتہا ہوئی
چاہا تو چاہتوں کی بھی حد سے گزر گئے

بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت مہربانی، بہت شکریہ۔ next ڈاکٹر محمد افضل صاحب!

ڈاکٹر محمد افضل: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے جو میری بہن ابھی توانائی کے بحران پر بات کر رہی تھیں تو اس میں بہاولپور کے قائداعظم سولر پارک کا ذکر آیا ہم تو اسے بہاولپور کے لئے خوش قسمتی سمجھتے تھے کہ قائداعظم سولر پارک بنا اور بہاولپور کے اندھیرے اجالوں میں بدل جائیں گے۔ 100 میگاواٹ کا افتتاح پچھلے دنوں ہوا، وزیراعلیٰ اور وزیراعظم کے پانچ وزٹ ہوئے اور اس پر 100 میگاواٹ کے افتتاح کے ایک مہینے بعد اب قائداعظم سولر پارک 30 میگاواٹ انرجی دے رہا ہے اب آگے پتا نہیں کیا ہوگا؟ میں محترمہ وزیر خزانہ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اپنی بجٹ تقریر میں صفحہ نمبر 5 پر 135۔ ارب روپے پڑھا تھا کہ قائداعظم سولر پارک کے لئے رکھے گئے ہیں اور آگے جا کر انہوں نے صفحہ نمبر 18 پر پڑھا کہ 150۔ ارب روپے تو میرے علم میں نہیں آیا کہ یہ لکھنے کی غلطی یا اتنا difference کیوں ہے؟ ایک جگہ 135۔ ارب روپے ہے اور دوسری جگہ 150۔ ارب روپے ہے اور یہ قائداعظم سولر پارک جتنی بھی انرجی generate کر رہا ہے وہ نیشنل گرڈ میں جا رہی ہے چاہئے تو یہ تھا کہ اس کا حق پہلے بہاولپور کی عوام کو ملتا وہاں کی ضرورت پوری کر کے پھر دوسرے علاقوں میں یہ انرجی دی جاتی۔

جناب سپیکر: یہ جو بات آپ کر رہے ہیں وہ انرجی نیشنل گرڈ میں گئی ہے اُس کو اپنے پاس کسی نے نہیں رکھا۔ یقیناً جو آپ کا حق بنتا ہے اُس کا کہیں گے وہ وزیر خزانہ صاحبہ نے نوٹ کر لیا ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر! ہمارا تو energy crisis وہی جا رہا ہے کہ دیہاتوں میں بجلی 18 سے 20 گھنٹے جا رہی ہے۔ دوسرا مسئلہ پانی کا ہے، پانی کے بغیر زندگی ناممکن ہے اور میں سپیشل پینے کے پانی کی بات کر رہا ہوں۔ میرا حلقہ چولستان کا ہے بہت سارے معزز ممبر اس حلقے کو جانتے ہیں اب بھی بہت ساری جگہیں ایسی ہیں جہاں پر ایک ہی ٹوبہ سے انسان اور جانور پانی پیتے ہیں۔ بدقسمتی سمجھ لیں کہ 2004-05 میں 250 کلو میٹر سے زیادہ واٹر سپلائی کی لائنیں بچھی تھیں جو 2008 تک چلتی رہیں اُس کے بعد ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو کر بند ہو گئیں۔ وزیراعلیٰ پچھلے سال تشریف لے گئے تھے انہوں نے 2۔ ارب روپے کے پیکیج کا اعلان چولستان کے لئے فرمایا تھا جبکہ اُس پر کام شروع نہ ہوا۔ اس بجٹ میں اُس 2۔ ارب روپے کو بڑھانا چاہئے تھا لیکن اُس کو کم کر کے ایک ارب روپے کر دیا گیا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ چلو انسانوں کو پینے کا پانی تو ملے۔ وہ جو واٹر سپلائی کی لائنیں ہیں اُس کو وہیں سے شروع کر دیں اُس کو extend نہ کریں۔ یہ بہت بڑا issue ہے کہ پاکستان میں اب بھی ایسے areas ہیں جہاں جانور بھی اُسی جگہ سے پانی پیتے ہیں اور انسان بھی اُسی جگہ سے پانی پیتے ہیں۔ وہاں پر 250 کلو میٹر سے زیادہ واٹر سپلائی

کی لائنیں بچھی ہوئی ہیں جو کہ چل رہی تھیں، پچھلے چند سالوں سے بند پڑی ہیں اور وزیراعلیٰ اعلان فرما کر آئے تھے کہ ہم اس کو چالو کریں گے اور آگے بھی extend کریں گے۔ آگے extend تو کیا وہ تو ابھی تک چالو بھی نہیں ہوئیں۔ گزارش یہ ہے کہ جو وزیراعلیٰ نے اعلان فرمایا ہے اُس پر عملدرآمد کروایا جائے اور واٹر سپلائی کی لائین کو چالو کیا جائے تاکہ وہاں انسان صاف پانی پی سکیں۔ بہاولپور میں دوسرا اہم issue صحت کا ہے میں نے پچھلے سال کی تقریر اور اُس سے پچھلی تقریر میں بھی ذکر کیا اور میں اس پر سوال بھی لے کر آیا تھا کہ 2007 سے دو یونٹ مکمل ہیں ایک کارڈیالوجی سنٹر اور ایک کڈنی سنٹر with machinery ہیں ڈاکٹر سید وسیم اختر نے بھی گزارش کی تھی کہ ان کو چالو کر دیا جائے۔ مشینری انسٹال کرنی ہے اور وہ چالو ہو جانے ہیں اس میں کوئی extra خرچہ نہیں ہونا اور وزیراعلیٰ نے ایک سول ہسپتال بنایا تھا جہانگی والا روڈ پر وہ ابھی تک مکمل طور پر چالو نہیں ہے indoor اُس کے چالو نہیں ہوئے کچھ یونٹ پچھلے ماہ چالو ہو گئے ہیں باقی کو بھی چالو کیا جائے تاکہ وہاں کے لوگ بھی فائدہ حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر! تعلیم کی باتیں بہت ہو رہی ہیں میرے پورے حلقے پی پی۔276 میں ایک بھی گرلز کالج نہیں ہے اور صرف ایک بوائز ہائر سیکنڈری سکول ہے تو بچے پرائیویٹ سکولوں میں نہ جائیں تو کہاں جائیں؟ میں سلام پیش کرتا ہوں PEF والوں کو کہ یہ منصوبہ پرانے وقتوں کا تھا اور اب تک چل رہا ہے اور لاکھوں بچے اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔ جہاں پر گورنمنٹ سکول ہی نہیں ہوگا، کالج ہی نہیں ہوگا تو بچے سارے پرائیویٹ سیکٹر میں جائیں گے اور بھاری فیسیں دیں گے اور تعلیم حاصل کریں گے۔

جناب سپیکر! آخر میں تھوڑی سی بات گورنمنٹ کی priorities کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ آج کل پانی کا ایک issue آ رہا ہے جو کہ بہت بڑا issue ہے۔ زرعی پانی کا جیسے ہمارا بیلٹ ہے وہاں نیچے brackish water ہے، پانی میٹھا نہیں ہے۔ نہروں کے پانی کی اتنی کمی ہے کہ نہر 30 فیصد پر آ گئی ہیں خانکی بیراج اس کی لاگت انہوں نے 23۔ارب 44 کروڑ روپے رکھی ہے اور اس کے لئے فنڈ صرف 6۔ارب روپے مختص کئے ہیں اور ساتھ ساتھ جناح بیراج ہے اس کی لاگت 12۔ارب روپے ہے اور اس کے لئے فنڈ صرف 90 کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔ آپ یہ دیکھ لیں کہ 90 کروڑ میں تو اس کی feasibility ہی نہیں بنے گی تو صفائی کیا ہونی ہے اور آگے پانی کہاں سے آنا ہے بہت مہربانی۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، next چودھری محمد اسد اللہ صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں قائد محترم، وزیر خزانہ صاحبہ اور ان کی ٹیم کا بے حد شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہر شعبے کو جیسے liver

صحت، زراعت اور ہر چیز کو cover کیا ہے اور بڑا اچھا بجٹ پیش کیا لیکن میں کچھ transplantation چیزیں وزیر خزانہ صاحبہ تک پہنچانا چاہتا ہوں جس سے ہم مزید بہتری لا سکتے ہیں۔ ابھی پنجاب کے اندر سب سے بڑا issue زراعت کا ہے۔ ہمیں یہ بہت بڑا crisis نظر آ رہا ہے ہماری agriculture cost اس وقت دنیا کی سب سے مہنگی cost ہو چکی ہے اُس کی وجہ سے ہماری exports کم ہو گئی ہیں۔ ہماری فیکٹری اور ہماری انڈسٹری mostly agriculture related ہے، ہماری آبادی mostly agriculture کے ساتھ منسلک ہے ابھی گندم کی فصل آئی، دنیا کی گندم 900 روپے سے 950 روپے میں export ہو رہی ہے، import ہو رہی ہے جبکہ پاکستان کے اندر اس کی لاگت 1200 سے 1300 روپے تک جاتی ہے اور اس وقت بھی جو پچھلی paddy کی فصل گزری ہے اُس کا جو ریٹ رہا ہے اُس سے زمینداروں کا اتنا نقصان ہوا کہ جو فی ایکڑ ٹھیکہ تھا 70 ہزار روپے ابھی 40 ہزار روپے میں وہ زمین ٹھیکے پر نہیں جا رہی ہے۔ ابھی بھی ان حالات کے باوجود انڈیا مارکیٹ میں ایک ہزار روپے من چاول سستا سیل کر رہا ہے۔ میں اپنی پارٹی اور گورنمنٹ کو پیشگی بتا رہا ہوں کہ آئندہ جو paddy کی فصل آ رہی ہے زمیندار کو اس سے بھی زیادہ نقصان ہونے کا خطرہ ہے۔ جو میری feelings ہیں، جو میں محسوس کرتا ہوں جس طرح flood کے دنوں میں قائد نے ہنگامی بنیادوں پر پنجاب کے اندر کام کیا تھا میں محسوس کر رہا ہوں کہ ہمیں زراعت کے لئے بالکل اسی طرح ہنگامی بنیادوں پر کام کرنا ہو گا otherwise ہماری زراعت جس طرح نقصان میں جا رہی ہے ایک سال بعد ہر زمیندار نقصان میں جائے گا۔ اس کا واحد حل یہی ہے کہ ہمیں اپنی agriculture cost کو کم کرنا ہو گا۔ ہمیں اپنی فی ایکڑ پیداوار کو بڑھانا ہو گا، ہمیں اپنے ریسرچ ورک کو بہتر کرنا ہو گا۔ یہ میری request تھی اس سے امید ہے کہ اگر ہم زمیندار کو خوشحال کر گئے، زراعت کو اس crisis سے نکال لیا تو میں انشاء اللہ پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ پنجاب میں خوشحالی آئے گی، پنجاب میں بہتری آئے گی، لوگوں کے چہروں پر خوشیاں دیکھیں گے اور لوگوں کے چہرے مسکراتے دیکھیں گے۔ یہ بات میں انشاء اللہ پورے وثوق سے کہتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں دوسری بات محترمہ وزیر خزانہ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری پارٹی اور لیڈر شپ کا view یہ ہے کہ ہمیں بہتری لانی ہے، ہم نے انصاف اور میرٹ پر کام کرنا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ہر حلقے کے ہر ضلع میں فنڈز equal تقسیم ہونے چاہئیں۔ جس طرح این ایف سی ایوارڈ کے پورے صوبوں میں فنڈز تقسیم ہوتے ہیں اسی طرح ہر ضلع میں فنڈز تقسیم ہوں تاکہ کسی بھی حلقے کی

عوام کی دل آزاری نہ ہو اور کسی بھی ضلع کی عوام کی دل آزاری نہ ہو۔ میں تھوڑی سی روشنی اپنے ڈویژن کے ڈسٹرکٹ کے ڈویلپمنٹ بجٹ پر ڈالنا چاہتا ہوں۔ نارووال میں 1550 ملین روپے رکھے گئے ہیں، سیالکوٹ میں 10488 ملین روپے رکھے گئے ہیں، منڈی بہاؤالدین میں 3452 ملین روپے، گجرات میں 5666 ملین روپے اور میرے اپنے ضلع حافظ آباد میں صرف 903 ملین روپے رکھے گئے ہیں جبکہ گوجرانوالہ میں 8128 ملین روپے رکھے گئے ہیں۔ ایک ڈویژن جس کے چھ اضلاع ہیں ان کے اندر ڈویلپمنٹ کا بہت تضاد ہے۔

جناب سپیکر! میری محترمہ وزیر خزانہ سے request ہو گی کہ ہمیں اس فنڈ کو منصفانہ طریقے سے تقسیم کرنا چاہئے۔ میں یہ request کرنا چاہتا تھا ہمیں اپنے ڈویلپمنٹ کے کام کو بہتر کرنے کے لئے فنڈز کی منصفانہ تقسیم کرنی چاہئے۔ پچھلے tenure میں یہاں ایک estimate پیش کیا گیا جو ایم پی ایز ہاسٹل کا تھا اس کا ایک فلیٹ جو دو بیڈ کا تھا اس کی revaluation تھی جو 2 کروڑ 10 لاکھ روپے بنتی تھی جبکہ اُس وقت لاہور کے اندر کسی بھی جگہ کی قیمت with land ایک کنال کے گھر کی تھی۔ ہمیں اپنے estimation کے سسٹم اور انجینئرنگ ونگ سے جان چھڑانا ہو گی ہمیں estimation کے لئے کوئی الگ طریق کار بنانا ہو گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم جتنے پراجیکٹس، روڈز کے، بلڈنگز کے بناتے ہیں جب ہم اس کی cost نکالتے ہیں تو ہمیں اس کے ساتھ expiry date بھی دینی چاہئے کہ ہم اس پر اتنے پیسے لگا رہے ہیں اور یہ کتنے سال تک کام کرے گا۔ آج تک کسی روڈ کی کوئی میعاد فکس نہیں کی گئی اس کی date ہونی چاہئے تاکہ بعد میں اس کا ٹھیکیدار اور محکمہ جوابدہ ہو کہ دو سال کے بعد یہ سڑک کیوں خراب ہو گئی؟

جناب سپیکر: چودھری صاحب! wind up کریں، آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے، مہربانی کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! مہربانی کر دیں اور تھوڑا سا ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ کے بعد جن کی باری ہے ان سے ٹائم لے لیں مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ) جناب سپیکر! ایجوکیشن میں ہم یونیورسٹی پرائیویٹ دے رہے ہیں، میڈیکل کالج پرائیویٹ دے رہے ہیں میرا خیال ہے کہ ضرور دینے چاہئیں کیونکہ ان کی ضرورت ہے لیکن ہمیں ان کو یہ اختیار نہیں دینا چاہئے کہ یہ خود exam لیں اور لوگوں سے پیسے لے کر ڈگریاں تقسیم کرتے رہیں۔ ہمیں یونیورسٹیوں اور میڈیکل کالجوں کا ایک proper

examination کا سسٹم بنانا ہوگا تاکہ یہ لوگ اپنی مرضی سے ڈگریاں فروخت نہ کر سکیں بلکہ لوگ اپنی محنت سے اور پڑھ کر وہ ڈگریاں حاصل کریں۔ اب میں اجازت چاہتا ہوں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: مہربانی، شکریہ۔ رانا محمد افضل صاحب!

رانا محمد افضل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ برسر اقتدار آنے کے بعد ہماری حکومت نے جو ترجیحات توانائی، صحت، زراعت اور دوسرے محکموں کے بارے میں متعین کی تھیں الحمدللہ آج ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ ان میں سے بیشتر پر بہت زیادہ کام ہوا ہے اور وہ targets achieve ہوئے ہیں۔ موجودہ بجٹ میں بھی تمام شعبوں کے لئے ایک خطیر رقم رکھی گئی ہے خاص طور پر ہمارے دیہات کے لئے جو ہمارے وزیر اعلیٰ نے کارپٹ روڈ کا منصوبہ دیا ہے یہ اتنا بڑا اور عالی شان منصوبہ ہے جس سے انشاء اللہ تعالیٰ ہمارا جو rural area ہے وہ jump کرے گا اور بہت زیادہ develop ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ جو توانائی کے منصوبے ہیں اس کے لئے بھی خطیر رقم رکھی گئی ہے، تعلیم اور زراعت پر بھی خصوصی رقم رکھی گئی ہے میں اس کے لئے محترمہ وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ کا شکر گزار ہوں۔ خاص طور پر ترجیحی بنیادوں پر جو علاقے نہایت پسماندہ تھے ان کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔ اسی طرح صاف پانی کے لئے فنڈز رکھے گئے ہیں اور سب سے اہم بات اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کی ہے اگر میں اس کی تعریف نہ کروں تو یہ زیادتی ہوگی۔ آج سے چالیس سال پہلے ہماری جو راجباہیں اور نہروں کی مرمت، صفائی اور جو انہیں پکا ہونا چاہئے تھا وہ اب چالیس سال بعد ہوئی ہیں۔ یہ محکمہ فعال ہوا ہے اس کے لئے خادم اعلیٰ پنجاب، منسٹر اریگیشن اور سیکرٹری اریگیشن تعریف کے قابل ہیں۔

جناب سپیکر! میں زراعت پر بات کرنا چاہوں گا چودھری اسداللہ صاحب نے جس طرح سے زمینداروں کی حالت بیان کی ہے میں ان کو سیکنڈ کرتا ہوں۔ اس وقت واقعی حالات ایسے ہیں کہ اگر فوری طور پر ان پر کوئی غور نہ کیا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر ایک بہت بڑا crisis منتظر ہوگا۔ اس وقت زمیندار financially طور پر مر چکا ہے۔ ہماری production کی cost بہت زیادہ ہے۔ ہماری دونوں فصلات ضائع ہو چکی ہیں۔ میرا ضلع سیالکوٹ اور خاص طور پر پی پی۔128 جو flood سے سب سے زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ میں ان لوگوں میں رہا ہوں اور وزیر اعلیٰ کو سیلوٹ پیش کرتا ہوں کہ جب flood آیا تھا تو وہ ہر گاؤں میں گئے اور ممبران اسمبلی نے دن رات وہاں لوگوں کی خدمت کی یہاں تک کہ عید کی نماز بھی متاثرین کے ساتھ ہی پڑھی۔ اب جو صورتحال ہے، میں کہتا ہوں کہ یہ انتظامی طور پر بالکل ٹھیک

بات ہے مگر لوگوں کی مالی حالت بہت weak ہو گئی ہے۔ زمیندار کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر ہم نے فوری طور پر cost of production کم نہ کی تو حالات بہت خراب ہو جائیں گے۔ میں یہ استدعا کروں گا کہ فوری طور پر تیل، کھاد، بیج اور زرعی ادویات پر سبسڈی دی جائے۔ آپ نے زراعت میں ٹریکٹروں کے لئے 5۔ارب روپے رکھے ہیں۔ یقیناً یہ احسن اقدام ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ بھی ضروری یہ ہے کہ اس وقت جو زمیندار کی حالت ہے، آڑھتی بھی مر چکا ہے وہ ان کو کوئی پیسا نہیں دے رہا اور رائس ڈیلرز بھی کوئی پیسا نہیں دے رہے تو اس لئے میں یہ کہوں گا کہ کھاد اور تیل پر سبسڈی دی جائے۔ میں ایک بات پر حیران ہوں کہ جب عالمی سطح پر تیل کی قیمتیں کم ہوئیں اور ہماری حکومت نے یہ فائدہ عوام تک پہنچایا تو اس سے گھی سستا ہوا، چینی بھی سستی ہوئی اور مہنگائی نیچے آئی ہے مگر کھاد، بیج اور زرعی ادویات پر تیل کے سستا ہونے کا فائدہ لوگوں تک نہیں پہنچا۔ میں اس پر استدعا کروں گا کہ اس پر فوری طور پر ایک ٹاسک فورس بنائی جائے کیونکہ paddy کی فصل چند دنوں میں شروع ہونی ہے اور زمینداروں کے پاس اتنی استعداد نہیں ہے کہ وہ بیج، کھاد اور تیل اتنا مہنگا خرید سکیں۔

جناب سپیکر! میاں صاحب نے جب پہلے دور حکومت میں ایٹمی دھماکے کئے اور موٹر وے بنائی تو اس وقت بہت تنقید کی گئی لیکن وقت نے یہ ثابت کیا کہ ان ایٹمی دھماکوں کی وجہ سے ہمارا ملک مضبوط ہوا اور اس کی سلامتی یقینی ہوئی۔ آج ہر آدمی کی خواہش ہے کہ موٹر وے ان کے علاقے میں بنے۔ اب جو دور آیا ہے وہ میٹرو اور خاص طور economic corridor کا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تنقید بڑی ضروری ہے اور اپوزیشن جمہوریت کا حسن بھی ہے لیکن آپ تنقید بھی کریں، تجویز بھی دیں اور تنقید جائز ہونی چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔ بہت شکریہ

رانا محمد افضل: جناب سپیکر! میں آخر میں wind up کرتے ہوئے کچھ گزارشات عرض کرتا ہوں کہ ہمارا ایریا سیلاب زدہ ایریا ہے تو میں ان کی اس پر فوری طور پر توجہ چاہوں گا کہ سیلاب کا دوبارہ سیزن آرہا ہے لیکن بیوروکریسی اتنی طاقت ور ہے، جناب وزیر اعلیٰ نے اسی وقت آرڈر کئے تھے کہ اس پر فوری طور پر کام ہونا چاہئے لیکن ابھی تک کام نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جی، آپ جلدی wind up کریں۔

رانا محمد افضل: جناب سپیکر! میں آخری بات کرتا ہوں کہ پچھلے دن قائد حزب اختلاف نے نابیناؤں کی بات کی تھی کہ ان کو نوکری دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح حکومت ان کے وظیفہ کا کام کر رہی ہے وہ اچھا اقدام ہے۔ اگر سرکاری ملازمت کی بات کر رہے ہیں تو[**********]

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، غیر پارلیمانی الفاظ کو حذف کیا جاتا ہے۔.This is not good آپ ان کا مائیک بند کریں۔ جی، جناب محمد سبطین خان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب آصف محمود!

میاں ممتاز احمد مہاروی: جناب سپیکر! اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے ٹائم دے دیں۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کا نام تو میرے پاس نہیں آیا۔ آپ مجھے ابھی آگے چلنے دیں۔ محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد عارف عباسی!۔۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب جاوید اختر صاحب!۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! انہوں نے کبھی ٹائم نہیں مانگا، ان کو ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، میاں ممتاز صاحب! ان کا ٹائم پہلے آیا ہوا ہے ان کو بول لینے دیں۔ جب ادھر سے آئیں گے تو ان کے بعد پھر آپ کو باری دے دیں گے۔ آپ نے نام ادھر لکھوایا نہیں ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! انصاف ہو گیا ہے، اس سے اچھا انصاف نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر: نہیں، میں صحیح بات کر رہا ہوں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کو بھی موقع ملے گا کیونکہ وہ تشریف نہیں رکھتے تو میں آپ کو بھی موقع دوں گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جب پہلے آپ نے میرا نام پکارا تو میں موجود نہیں تھا لیکن اس میں میری مشکل یہ تھی کہ آج صبح دس بجے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اب آپ ان باتوں کو چھوڑ دیں۔ اب آپ اپنا کام کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب ڈپٹی سپیکر نے مسجد کمیٹی کی میٹنگ رکھی ہوئی تھی اور وہ خود تشریف نہ لائے۔ مجھے انہوں نے حکم کیا کہ آپ اس کو Chair کر لیں تو میٹنگ کے دوران ہی اجلاس شروع ہو گیا تھا۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب! آپ بجٹ پر بات کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں اس ایوان اور پنجاب کے عوام کو بھی پنجاب کی تاریخ کا پہلا [****] بجٹ موصول ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔۔۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! یہ کیا language ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میری بات تو سن لیں، یہ اعتراض کرنے لگ جاتے ہیں۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ جیسا سمجھدار اور پڑھا لکھا بندہ ایسی بات کرے تو مناسب نہیں لگتا۔ شاہ صاحب نے جو [****] بجٹ کے بارے میں بات کی ہے اس کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! زنانہ لفظ غیر پارلیمانی لفظ تو نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔ انہوں نے [****] بجٹ کا کہا ہے۔ بجٹ سب کے لئے ہوتا ہے، یہ مرد کے لئے بھی ہوتا ہے اور خواتین کے لئے بھی ہوتا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! ان کو ایسے الفاظ کہنا زیب نہیں دیتا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ میں نے ان کو کہہ دیا ہے۔ جی، بجٹ سب کے لئے ہے، بجٹ آپ کے لئے بھی ہے، میرے لئے بھی ہے، خواتین کے لئے بھی ہے اور ساری قوم کے لئے ہے۔ آپ کیا کرتے ہیں پنجاب کی جتنی عوام ہے ان سب کے لئے یہ بجٹ ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری بات کو ہونے سے پہلے بیچ میں خواتین کھڑی ہو گئیں۔۔۔

جناب سپیکر: اب آپ مہربانی کریں ان الفاظ کو نہ دہرائیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! انہوں نے غلط بات شروع کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ میں نے نوٹس لے لیا ہے آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں اس بات کی تحسین کرتا ہوں کہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشااس subjectمیں تعلیم یافتہ ہیں اور خواتین بحیثیت مجموعی نرم دل ہوتی ہیں۔مجھے یقین ہے کہ آئندہ آنے والے سالوں میں ہمارا بجٹ زیادہ غریب دوست ہوگا اور ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا جو اپنی تعلیم کی روشنی سے اس میں زیادہ بہتر طریقے سے inputدے سکیں گی۔

جناب سپیکر!انہوں نے ابھی جو پوسٹ بجٹ پریس کانفرنس کی تھی اس میں انہوں نے admit کیا کہ بجٹ بیوروکریسی بناتی ہے اور اس میں ہماری طرف سے directions ہوتی ہے اور اس میں public touchآتا ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں زیادہ سے زیادہ public touch آنا چاہئے۔ہماری ایک سپیشل کمیٹی جو rules & regulation پر بنی ہوئی ہے ظاہر ہے کہ اس میں بھی یہ ساری چیزیں زیر بحث آئیں گی۔پچھلے سال بجٹ تقریر میں بھی میں نے یہ گزارش کی تھی پری بجٹproposalsمتعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کو جانی چاہئیں تاکہ ہر ڈیپارٹمنٹ اپنے بجٹ میں public touch کو رکھے۔یہ اچھی بات ہے کہ pre budget discussion کا ایک سسٹم ہمارے ہاں شروع ہوا ہے لیکن اس pre budget discussion کے لئے وقت بھی تھوڑا ہوتا ہے اور اس میں معزز ممبران کا interest اس لئے نہیں ہوتا کہ بعد میں کوئی feedback نہیں ملتا کہ وہ proposals جو دی ہیں ان پر کیا ہوا اور کیا نہ ہوا؟اگر محترمہ وزیر خزانہ اس حوالے سے کوئی چیز بنا سکیں تو بہتر ہوگا۔

جناب سپیکر!اس میں دوسری بات میں یہ بھی add کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بجٹ پاس ہو جائے گا جس طرح سابقادوار میں ہوتا رہا ہے اور پورا سال گزر جائے گا لیکن اسمبلی کو کچھ پتا نہیں ہوگا۔حالانکہ اسمبلی کے انگوٹھا لگانے سے ہی یہ بجٹ پاس سمجھا جاتا ہے اور۔۔۔

جناب سپیکر:جی،یہ سب پڑھے لکھے ہیں،انگوٹھا سسٹم نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!وہ انگوٹھا بھی ہم سے نہیں لگتا،ہم تو تقریر کر کے چلے جاتے ہیں،ہاتھ کھڑا ہو جائے گا اور بجٹ پاس ہو جائے گا۔میں یہ عرض کروں گا کہ پھر سارا سال ہمیں کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ کہاں کہاں reappropriationہوئی ہے کہاں پر بجٹ خرچ نہیں ہوا،کتنی ڈویلپمنٹ ہو گئی کتنی رہ گئی ہے،کتنا بجٹ خرچ ہو گیا ہے،کتنا خرچ نہیں ہوا کیونکہ دوران سال اس کا کوئی پتا نہیں ہوتا اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ میڈم صاحبہ چیف منسٹر صاحب سے اس کو منظور کروا کر Midterm Budgetary Reviewاسمبلی کے اندر آنا چاہئے،اصولی طور پر سٹینڈنگ کمیٹی کو ہر تین مہینے کے بعد

appriseہونا چاہئے، جو بجٹ ان کے ڈیپارٹمنٹ، زراعت اور تعلیم کا پاس ہوا ہے اس میں کیا ڈویلپمنٹ ہوئی ہے اور کتنا اس کے اندر خرچ ہوا ہے۔اس طرح کی اگر کوئی چیز بن جائے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں عوامیت بھی آئے گی اور اسمبلی کی gripبھی پورے سسٹم کے اوپر ہو گی۔اس وقت جو صورتحال ہے اس کے حوالے سے یہ میں آپ کی خدمت میں ایک رپورٹ پڑھنا چاہتا ہوں، میں محترمہ وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ وہ اس کو noteکر لیں۔ جب آخر میں وہ اپنی اختتامی تقریر کریں گی تو اس کے بارے میں ہمیں انفارمیشن دیں۔

According to the official numbers, the Punjab Government has spent less than 40 percent and Rs. 40 Billions of the total funds of 104 Billion allocated for development in the Province for the region in the first ten months of the fiscal year.

جناب سپیکر!یعنی گزارش یہ ہے کہ پچھلے جون میں ہم نے بجٹ کو منظور کیااور یہ سلسلہ چلتا رہا، پہلے جو دس مہینے گزر گئے اس میں104 بلین میں سے صرف 40 بلین خرچ ہوئے، جو میری معلومات ہیں اس کے مطابق40 فیصد سے اب یہ60 فیصد ہو گیا ہے کیونکہ آخری دو مہینوں میں تمام محکمے چھریاں چاقو بھی نکال لیتے ہیں،اس کے بعد تیزی سے اس کو خرچ کرتے ہیں کیونکہ اوپر سے بھی دباؤ ہوتا ہے کہ بجٹ اب خرچ ہونا چاہئے،اسمبلی کو رپورٹ جانی ہے،اس کے اندر پھر کمیشن ہوتا ہے اور substandardکام ہوتا ہے۔اتنے بڑے پیمانے پر ڈویلپمنٹ کے کام ہو رہے ہوتے ہیں کہ اس کی نگرانی کرنا بھی بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ میں محترمہ عائشہ سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ اس حوالے سے اسمبلی کو briefکریں۔آپ اگر کہیں کہ میں نے اس کو چیلنج کیا ہے یا میں نے الزام لگایا ہے،اس کی clarityاس حوالے سے ہونی چاہئے کہ دوران سال کیا سلسلہ رہا ہے۔

جناب سپیکر!اصولی طور پر میں اس بجٹ کو غیر آئینی سمجھتا ہوں اس لئے کہ وفاقی شرعی عدالت نے نومبر 1991 کے اندر اس کے فل بنچ نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ پاکستان ایک اسلامی جمہوری ملک ہے اور ہمارے آئین کی دفعہ 2(الف)اس بات کے متعلق بالکل clearly کہتی ہے کہ اس ملک کے اندر حاکمیت اللہ تعالیٰ کی ہو گی۔آئین کی ایک دوسری شق کے اندر یہ بات اسلامی نظریاتی کونسل کے ذمہ لگی کہ سات سال کے اندر اس ملک کے تمام قاعدے قوانین کا جائزہ لے کر، جو چیزیں قرآن وسنت کے مخالف ہیں اس کو قرآن وسنت کے مطابق کرنے کے لئے اپنی تجاویز دے گی اور پارلیمنٹ اس پر عملدرآمد کرنے

کی bound ہے۔اس پر اگر میں بات شروع کر دوں گا تو پھر ایوان کے اندر تماشا بنتا ہے لیکن باوجود اس پر عملدرآمد نہیں ہو سکا۔اس میں اسلامی نظریاتی کونسل نے یہ recommendation بھی full طریقے سے دی تھی کہ سود حرام ہے۔نومبر 1991 کے اندر decision دیا اور انہوں نے direction یہ دی کہ جون 1992 تک وفاقی حکومت اپنے تمام مالی معاملات غیر سودی کر لے۔اس زمانے میں، میں یہاں صوبائی اسمبلی کا ممبر بھی تھا تو اسی decision کی کاپی لے کر میں نے اس ایوان کو متوجہ کیا اور Resolution دیا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کا یہ decision ہے لہذا پنجاب گورنمنٹ بھی اس کی روشنی میں اپنے تمام معاملات کو غیر سودی کر لے۔مجھے بڑا افسوس ہوا جب اس وقت کے وزیر قانون و پارلیمانی امور نے اس Resolution پر اُٹھ کر یہ بات کہی اور پورے ایوان کو متوجہ کیا، میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ دیکھیں یہ ڈاکٹر ایم بی بی ایس ہے پڑھا لکھا ہے، دنیا چاند پر پہنچ گئی ہے اور یہ ہمیں 1400 سال پرانے نظام معیشت کے اندر لے کر جانا چاہتا ہے۔بہر حال ان کا عمل ان کے حوالے،اس وقت کی جو حکومت تھی وہ اس decision کے خلاف سپریم کورٹ میں جا کر stay لے آئی اور ابھی تک اس stay پر ہمارے ملک کا سودی نظام چل رہا ہے۔میں محترمہ وزیر خزانہ اور پورے ایوان سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ ٹھیک طریق کار نہیں ہے، ہمیں آگے بڑھنا چاہئے ہمیں اقدامات کرنے چاہئیں اور ہمیں IMF اور World Bank سے ڈرنا نہیں چاہئے۔ہم اور ہمارا ملک آزاد ہیں ہمیں اپنی Fiscal policies خود بنانی چاہئیں۔اس حوالے سے میں آپ کی اجازت سے قرآن کے اندر سود کے متعلق جو حکم ہے وہ بیان کروں۔اس کی ساری تفصیل تو میں نے اپنے پاس note کی ہوئی ہے لیکن ساری یہاں پیش نہیں کروں گا لیکن ایک دو آیات میں چاہتا ہوں کہ اس ایوان کے سامنے پیش کروں۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَأۡكُلُواْ ٱلرِّبَوٰٓاْ أَضۡعَٰفٗا مُّضَٰعَفَةٗۖ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُونَ ﴿١٣٠﴾ وَٱتَّقُواْ ٱلنَّارَ ٱلَّتِيٓ أُعِدَّتۡ لِلۡكَٰفِرِينَ ﴿١٣١﴾

یہ سورہ العمران کی آیت ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ:

"اے ایمان والو! دُگنا چوگنا سود نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو تاکہ نجات حاصل کرو (130) اور (دوزخ کی) آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے (131)"

جناب سپیکر! سورہ بقرہ کے اندر اللہ رب العالمین نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ

ٱللَّهَ وَذَرُواْ مَا بَقِيَ مِنَ ٱلرِّبَوٰٓاْ إِن كُنتُم مُّؤۡمِنِينَ ﴿٢٧٨﴾

فَإِن لَّمۡ تَفۡعَلُواْ فَأۡذَنُواْ بِحَرۡبٖ مِّنَ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦۖ وَإِن تُبۡتُمۡ

فَلَكُمۡ رُءُوسُ أَمۡوَٰلِكُمۡ لَا تَظۡلِمُونَ وَلَا تُظۡلَمُونَ ﴿٢٧٩﴾

جناب سپیکر! اس کا ترجمہ یہ ہے کہ:

"مومنو! اللہ سے ڈرو اور اگر ایمان رکھتے ہو تو جتنا سود باقی رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو (278) اگر ایسا نہ کرو گے تو خبردار ہو جاؤ (کہ تم) اللہ اور رسول سے جنگ کرنے کے لئے (تیار ہوتے ہو) اور اگر توبہ کر لو گے (اور سود چھوڑ دو گے) تو تم کو اپنی اصل رقم لینے کا حق ہے جس میں نہ اوروں کا نقصان اور تمہارا نقصان (279) "

محترمہ وزیر خزانہ! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ آیت آپ نے سماعت کی ہے، اس میں رب تعالیٰ نے کہا ہے کہ جو سودی نظام کو لے کر چلتے ہیں، اللہ کہتا ہے کہ میرے اور میرے رسول کے خلاف وہ جنگ کرتے ہیں اور بحیثیت مجموعی، اب ظاہر ہے کہ عام عوام تو بے چاری مجبور ہے لیکن یہ گورنمنٹ کا کام ہے کہ سسٹم کو اس طرح سے renovate کریں، رب کا جو clear حکم ہے اس کی پاسداری ہو۔ اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ جب ایم ایم اے کی حکومت تھی تو صوبہ خیبر پختونخوا میں جناب سراج الحق صاحب جو اس وقت ہمارے امیر جماعت ہیں وہ فنانس منسٹر تھے تو انہوں نے خیبر بنک کو غیر سودی کروا دیا تھا۔ جب ایم ایم اے کی گورنمنٹ ہٹی تو نئی گورنمنٹ آ گئی انہوں نے دوبارہ اس کو سودی کر دیا۔ اب پھر اس کی 50 فیصد شاخوں کو بغیر سود کے کیا گیا ہے۔ میں محترمہ وزیر خزانہ سے یہ عرض کروں گا کہ جو National Level کے بنک ہیں ان کو تو چھوڑ دیں لیکن پنجاب کا جو اپنا فنانس کا سارا سسٹم ہے اس کو اور پنجاب بنک کو اگر یہ غیر سودی کرنے کا کام کر دیں گی تو یہ بھی اس حوالے سے بہت بڑا کام ہو جائے گا، اس کی طرف انہیں توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اس حوالے سے میں یہ بھی عرض کروں گا کہ میں رسول کی ایک دو احادیث بھی ایوان کے اندر پیش کروں گا۔

جناب سپیکر: وہ آپ لکھ کر بھیج دیں ریکارڈ میں شامل کر لیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس کا عربی متن پیش نہیں کرتا، مختصراً یہ بات عرض کروں گا۔

جناب سپیکر: آپ اپنی تقریر wind up کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! نبی کریم نے فرمایا کہ ربا کا ایک درہم جو انسان علم ہونے کے باوجود کھاتا ہے یعنی جانتے ہوئے کھاتا ہے 36 زناؤں سے زیادہ سخت ہے، آپ کو تو معلوم ہے زنا اگر شادی شدہ مرد اور عورت کریں تو اس کی سزا رجم ہے جسے پتھر سے مار کر ختم کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: حضرت صاحب! ٹائم ختم ہو گیا ہے، مہربانی کریں اور wind up کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! دوسری بات اس حوالے سے میں یہ عرض کروں گا اللہ کے نبی نے فرمایا مسلم کی حدیث ہے۔

سود کے 70 دروازے ہیں، سب سے کم تر یہ ہے کہ انسان اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے۔ یہ جو باتیں، جو چیزیں میں نے پیش کی ہیں یہ رونگٹھے کھڑے کر دینے والی ہیں۔ میں یہ باتیں اس لئے ایوان میں پیش کر رہا ہوں کہ یہ ایوان policy making ہے، اس حوالے سے ہمیں غور و فکر کرنا چاہئے۔ میں اگلی بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ جس طرح سے این ایف سی کے تحت حکومت پنجاب کو فنڈ ملتا ہے یعنی نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ کے ذریعے سے ہمیں جو فنڈز ملتے ہیں جو ڈویلپمنٹ کے کام کے اندر لگتے ہیں۔ اس میں کیا ممانعت ہے کہ این ایف سی کے تحت جو رقم آ جائے ہم اس کے لئے DFC کا اعلان کریں، District Finance Commission Award دیں تاکہ ہر ضلع کو اس کی آبادی، غربت اور رقبے کے حوالے سے ڈویلپمنٹ گرانٹس دیں۔

جناب سپیکر: مہربانی، شاہ صاحب! آپ کا بہت شکریہ۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ ہماری بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بات ہوئی تھی کہ پارلیمانی لیڈر پندرہ منٹ بات کریں گے۔

جناب سپیکر: ان کے لئے دس منٹ ہیں اور باقی ممبران کے لئے سات منٹ ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس میں پندرہ منٹ کی بات ہوئی تھی۔ میں نے تو ابھی تعلیم اور صحت کے حوالے سے بھی بات کرنی ہے کہ ریوڑیوں کی طرح میڈیکل کالجز بنا رہے ہیں، PMDC نے ساہیوال میڈیکل کالج کی رجسٹریشن نہیں کی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ proposals دے دیں میں ان کے handover کرتا ہوں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں بیان کروں گا تو دوں گا ناں۔
جناب سپیکر: آپ مجھے اپنی proposals دے دیں میں ان کو پہنچا دوں گا۔
ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں خود بھی محترمہ وزیر خزانہ کو proposals دے سکتا ہوں۔
جناب سپیکر: ٹائم سب کا ہے، صرف آپ کا اور میرا نہیں۔ شاہ صاحب! بڑی مہربانی
ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بات ہوئی تھی کہ پارلیمانی لیڈر پندرہ منٹ بات کریں گے۔
جناب سپیکر: نہیں۔ دس منٹ۔
ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے ابھی سات منٹ بات کی ہے اور سات منٹ باقی ہیں۔
جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ڈاکٹر صاحب! نہیں۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟
ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ابھی ہمارے ایوان میں اپوزیشن کے بھی بہت سارے ممبران نہیں ہیں آپ ان میں سے ایک دو کا ٹائم مجھے دے دیں۔
جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ اپنے points دے دیں میں ان کو دے دیتا ہوں۔ آپ کی بڑی مہربانی بہت شکریہ۔ I am grateful to you. جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری!
محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! بجٹ ہمیشہ سیاسی حکومتیں عوام کے لئے بنایا کرتی ہیں اور اس کا فیصلہ کہ ان کی priorities کیا ہونی چاہئیں، بجٹ سے عوام کو فائدہ ہو رہا ہے یا نہیں اس کا فیصلہ talk shows میں ہو سکتا ہے اور نہ ہی کسی پریس کانفرنس میں ہو سکتا ہے بلکہ اس کا فیصلہ صرف اور صرف عوام کو خود کرنا ہوتا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ ملک میں مختلف سروے ہوتے رہتے ہیں، گیلپ کا سروے آیا، پلڈیٹ کا سروے بھی آیا جس سے مختلف صوبوں کی performance جانچی گئی، ابھی جو 7۔ جون کا recent survey آیا ہے جو ایک انٹرنیشنل میگزین Herald اور SDPI نے مل کر کیا اس میں بڑی interesting shift دیکھنے میں ملی ہے جس میں پنجاب حکومت پر 65 فیصد لوگوں نے satisfaction کا اظہار کیا ہے اور خیبر پختونخوا کی گورنمنٹ پر 17 فیصد لوگوں نے satisfaction کا اظہار کیا ہے۔ پچھلا سروے 45 فیصد اور 34 فیصد تھا لیکن یہ سروے 65 فیصد اور 17 فیصد ہے۔ اس طرح بھی corroborate ہوتا ہے کہ جتنے بھی by election پچھلے آٹھ مہینوں میں ہوئے ہیں ان تمام میں پاکستان مسلم لیگ (ن) نے sweep کیا ہے اور بڑی اکثریت کے ساتھ الیکشن جیتے ہیں جو اس

بات کا ثبوت ہے کہ عوام پاکستان مسلم لیگ (ن)اور خاص طور پر پنجاب حکومت کی کارکردگی کو کہاں جانچتے ہیں۔

جناب سپیکر! priorities کی بہت بات ہوتی ہے کل محترم قائد حزب اختلاف نے بھی priorities کی بات کی اور انہوں نے کہا کہ فنڈز ضائع کئے جاتے ہیں، وہاں فنڈز کی ضرورت نہیں ہوتی اس کی ایک بڑی اہم example میٹرو بس ہے۔ یہ تبدیلی تو ضرور ہو سکتی ہے کہ بہت سارے لیڈرز نے زمین پر سفر کرنا ہی چھوڑ دیا ہے مجھے نہیں یاد کہ آخری دفعہ عمران خان صاحب نے زمین پر سفر کب کیا تھا لیکن میٹرو بس جس پر ایک سے ڈیڑھ لاکھ کے درمیان لوگ روزانہ عزت سے سفر کر کے اپنی منزل مقصود پر پہنچتے ہیں۔ ایک طرف تو اس کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں اور دوسری طرف پشاور میں میٹرو بس کی feasibility تیار کی جاتی ہے اور سب سے interesting بات جس پر مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ محترمہ ریحام خان لاہور تشریف لاتی ہیں اور وہ tweet کرتی ہیں کہ وہ میٹرو بس دیکھ کر اس کی neatness اور اس کی efficiency دیکھ کر بہت خوش ہوتی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ میٹرو بس کی کارکردگی کے حوالے سے ایک اہم چیز ہے۔

جناب سپیکر! میں تین چار چیزوں پر بات کرنا چاہتی ہوں، پہلے تو صاف پانی کے حوالے سے پورے ایوان کو یہ باور کرانا چاہتی ہوں کہ جو بہت strong economies ہیں وہ UK ہو US ہو یا باقی یورپ کے ممالک ہوں وہاں پر بھی وہاں کی عوام کو صاف پانی خرید کر پینا پڑتا ہے لیکن یہاں پر پنجاب حکومت کی طرف سے جو صاف پانی پراجیکٹ شروع کیا گیا ہے اس کی اس لئے بہت appreciation ہونی چاہئے کہ یہ ہر غریب آدمی کی بنیادی ضرورت ہے اور اسے free of cost اس کے گھر پر ملے گا۔ میں سمجھتی ہوں کہ پنجاب حکومت کو اس پر بہت تیزی کے ساتھ کام کرنا چاہئے اور اسے جنوبی پنجاب سے inaugurate کیا گیا ہے یہ سب سے اچھی بات ہے۔ میں اس حوالے سے دوسری important بات یہ کرنا چاہتی ہوں کہ تعلیم اور صحت کا بجٹ تمام صوبوں سے زیادہ پنجاب نے allocate کیا ہے جس سے حکومت کی seriousness کا اندازہ ہوتا ہے کہ ہم تعلیم اور صحت کو کتنا focus کرنا چاہتے ہیں اور اس حوالے سے محترمہ وزیر خزانہ سے میری گزارش ہو گی کہ جو وومن یونیورسٹیز اور وومن کالجز ہیں انہیں priority ملنی چاہئے تاکہ جس طرح بچیاں تعلیم کے میدان میں excel کر رہی ہیں وہ سامنے لایا جا سکے۔

جناب سپیکر! مجھے یہ خوشی ہے کہ ہم نے کوئی ایسے دعوے نہیں کئے اور کوئی ایسی باتیں نہیں کیں کہ جب ان کو implement کرنے کی باری آئے تو وہ unrealistic لگیں۔ صوبوں میں 60 فیصد ترقیاتی بجٹ lapse ہو جاتا ہے اور اس کے بعد یہ سننے کو ملتا ہے کہ پیسا تو safe ہے ہم نے اسے ضائع تو نہیں کیا۔ اچھی بات یہ ہے کہ جو پیسا عوام کی امانت ہے وہ اس کے پاس واپس جانا چاہئے۔ ہم نے کبھی نہیں کہا کہ ہم 350 ڈیم بنائیں گے اور ہم اس پر ایک روپیہ بھی allocate نہ کریں۔ ہم نے کبھی نہیں کہا کہ ہم ایک ارب درخت لگائیں گے اور اس پر ایک پیسا بھی مختص نہیں کریں گے لہذا بجٹ کے اندر realistic approach بہت اچھی ہوتی ہے۔ مجھے کل محترم قائد حزب اختلاف کی ایک تجویز بڑی اچھی لگی کہ وہ decentralization پر بہت focus کر رہے تھے میں بالکل ان کی بات سے agree کرتی ہوں کہ decentralization of power ہونی چاہئے اور وہ decentralization یہ نہ ہو کہ پشاور سے decentralization ہوتے ہوتے بنی گالہ آ جائے۔ ہمیں پنجاب کے اندر کہا جاتا ہے کہ احتجاج ہوتے ہیں فلاں بھی سڑک پر ہے فلاں بھی سڑک پر ہے، بالکل اچھی بات ہے جمہوریت میں احتجاج ہوتے ہیں اور ہونے چاہئیں اور ہم اسے face کرتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کرتے کہ ہمارے گیٹ کے باہر احتجاج ہو رہا ہو تو پڑوسیوں کی دیوار پھیلانگ کر اپنے گھر میں گھسیں بلکہ ہم سیدھے دروازے سے گھر جاتے ہیں، ہم احتجاج face کرتے ہیں اور ہمیں معلوم ہے کہ اس احتجاج کے پیچھے کیا ہو رہا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ بجٹ پر آئیں۔ پلیز بجٹ پر آئیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! ہم سامنے سے اور اپنے دروازے سے جاتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ کا ہر صوبائی بجٹ کے اندر ایک بڑا chunk ہوتا ہے۔ ہمارے بجٹ میں بھی یقیناً فیڈرل transverse کا ایک بڑا حصہ ہے لیکن تمام صوبوں میں ایسے ہی ہے اور مجھے یہی کہنا تھا کہ جہاں کہیں ایمپائر کی انگلی کا انتظار کرتے ہوئے حکومتیں گرانے کی بات کی جا رہی تھی وہاں خیبر پختونخوا کے صوبے کے بجٹ میں ٹوٹل بجٹ کا 76 سے 78 فیصد فیڈرل گورنمنٹ سے لیا گیا لیکن اسی گورنمنٹ کو گرانے کی بات کی۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کہاں پہنچ گئی ہیں؟ آپ پنجاب کے بجٹ پر بات کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں وہی بات کر رہی ہوں، لینڈ ریکارڈ کمپیوٹرائز کرنے کا ہمارا منصوبہ تھا، صاف پانی ہمارا منصوبہ ہے اور یہ ہمارے منصوبوں کی تقلید بھی کرتے ہیں لیکن چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں۔ یقیناً مجھے یہ کہنے میں بھی کوئی عار نہیں ہے کہ صحت کے حوالے سے سرکاری

ہسپتالوں کے جو حالات ہیں وہ یقیناً آئیڈیل صورتحال نہیں ہے اسے مزید بہتر کرنے کی ضرورت ہے لیکن مجھے یہ بھی یاد ہے اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ مختلف صوبوں کے سرکاری ہسپتال میں جہاں بقول تبدیلی آ چکی ہے وہاں جس طرح مینگورہ اور سوات کے ہسپتالوں میں بالکل کیڑوں مکوڑوں کی طرح مریضوں کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے وہ بھی ہم نے دیکھا لیکن میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ تبدیلی وہاں ضرور آئی ہے لیکن خوشحالی انشاء اللہ پنجاب کے اندر آئے گی، ترقی پنجاب کے اندر آئے گی۔ میں wind up کرتے ہوئے صرف یہ کہوں گی کہ transparency اور accountability یقیناً across the board ہونی چاہئے وہ پنجاب میں make sure کرنی چاہئے لیکن کاش کیا ہی اچھا ہو کہ جو مختلف چیف منسٹرز کی ٹیمیں آتی ہیں جن میں ان کے گھروں میں نوکریاں دینے کا انکشاف ہوتا ہے، ان کے بھائی اور ان کے داماد ملوث پائے جاتے ہیں کاش ان کے بارے میں بھی کوئی آکر تبدیلی ہمیں بتا سکے اور ہم ان کو بتا سکیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، آپ نے کہاں کہاں کی باتیں شروع کر دی ہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ان کی اس تقریر کے بعد بھی ان کو وزارت نہیں ملنی۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: بہنوں کو ایسی بددعا نہیں دینی چاہئے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! وزارت تمہارا شوق ہے، تم نے بوٹ پالش کر کے وزارت لی تھی۔

جناب سپیکر: محترمہ! انہوں نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔ آپ کی بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ اگلے مقرر پیر کاشف علی چشتی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں اگلے مقرر ذوالفقار علی خان صاحب!

جناب ذوالفقار علی خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں محترمہ وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم کو خادم اعلیٰ پنجاب کے وژن کے مطابق ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس بجٹ میں غیر ترقیاتی اخراجات کو ایک limit میں رکھنے کی کوشش کی گئی ہے، قرضوں پر کنٹرول کیا گیا ہے، ریونیو کے حقائق کے مطابق اس کو تیار کیا گیا ہے اور زندگی کے ہر شعبہ کو اس بجٹ میں حصہ دیا گیا ہے اس لئے میں اس کو بہت ہی متوازن بجٹ تصور کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! کل بجٹ کا 27 فیصد شعبہ تعلیم کے لئے مختص کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت پنجاب کی سب سے بڑی priority education ہے۔اس میں ہائر ایجو کیشن، سکولز ایجو کیشن، missing facilities کو پورا کرنے اور عمارتوں کی تعمیر کے لئے ایک خطیر رقم رکھی گئی ہے جس کے لئے میں وزیر خزانہ کا شکر گزار ہوں۔وزیر اعلیٰ پنجاب کے وژن "پڑھو پنجاب بڑھو پنجاب" نے پورے پنجاب کو encourage کیا ہے اور اس کی وجہ سے مزید بچے سکولوں میں جانا شروع ہو گئے ہیں۔انشاء اللہ صوبہ پنجاب تعلیم کے میدان میں مزید ترقی کرے گا۔

جناب سپیکر! شعبہ صحت کے لئے کل بجٹ کا 14 فیصد مختص کیا گیا ہے۔خادم اعلیٰ پنجاب سے میری درخواست تھی کہ PRSP(Punjab Rural Support Programme) سے اس صوبے کے باقی 12 اضلاع کی جان چھڑائی جائے۔میں شکر گزار ہوں کہ آئندہ سے PRSP پروگرام کے تحت چلنے والے ہسپتالوں کو خود محکمہ صحت takeover کر رہا ہے۔اب ہماری حکومت نے BHU,RHC,THQ,DHQ اور ڈسپنسریوں میں missing facilities کو پورا کرنے کے لئے سکولوں کی طرز پر کام شروع کیا ہے تاکہ ان میں پائی جانی والی missing facilities کو پورا کیا جا سکے۔یہ ایک احسن قدم ہے۔

جناب سپیکر! شعبہ زراعت کے لئے اس بجٹ میں کافی زیادہ رقم مختص کی گئی ہے۔میری محترمہ وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ اس وقت محکمہ زراعت کارکردگی کے لحاظ سے سب سے سُست ہے۔میری نظر میں اس محکمہ کی کارکردگی اتنی اچھی نہیں لہذا اس کو بہتر کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔جب تک ہم فصلوں پر cost of production کو کم نہیں کریں گے تو اس وقت تک یہ ملک شعبہ زراعت میں آگے نہیں بڑھ سکے گا۔زرعی اجناس کی قیمتوں میں دوسرے ممالک کی نسبت ہمارے ملک میں بہت فرق ہے۔زراعت میں cost of production کو کم کرنے کے لئے میری ایک تجویز ہے کہ "اپنا روزگار سکیم "میں کسانوں کو بھی شامل کیا جائے۔پنجاب میں ایک اندازے کے مطابق چار لاکھ ٹیوب ویلز ہیں جو کہ بجلی پر چلتے ہیں۔آپ ان کو اگلے تین سالوں میں تقسیم کریں۔اس پر کسان کو 50 فیصد subsidy دیں اور باقی 50 فیصد کسان سے ماہانہ قسط کے طور پر وصول کریں۔جس طرح آپ گاڑی کی قسط وصول کرتے ہیں اسی طرح کسان سے باقی 50 فیصد رقم 30 ہزار روپے ماہانہ قسط کے طور پر وصول کی جائے۔اس سے کسان کو بہت زیادہ فائدہ ہو گا۔جس طرح دوسرے دوستوں نے

کہا کہ کھاداور زرعی ادویات کی قیمتوں پر کنٹرول کی ضرورت ہے تو میں بھی یہی گزارش کروں گا کہ اس جانب خصوصی توجہ دی جائے۔

جناب سپیکر!KPRRP(Khadam-e-Punjab Rural Roads programme) یقیناًبہت اچھا ہے،اس سے دیہات میں ایک انقلاب آئے گااور اس سے بھی انشاء اللہ بلاواسطہ یابالواسطہ کسان کو فائدہ پہنچے گا۔میری یہ گزارش ہے کہ اسی طرز پر ایکRural Development Authorityبنائی جائے کیونکہ دیہات کے مسائل اس قدر گھمبیر ہوتے جارہے ہیں کہ اگر ہم نے انہیں اس وقت کنٹرول نہ کیاتو اگلے 20سالوں میں دیہات ہیپاٹائٹس اور دوسری بیماریوں کا گڑھ بن جائیں گے۔ایک comprehensive programme کے تحت ہر گاؤں کی ضرورت کے مطابق اس کی ڈویلپمنٹ کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر!taxesکے حوالے سے یقیناًآپ نے بہت اچھا بجٹ دیا ہے لیکن اس میں جو ایک کمزوری نظر آتی ہے وہtaxesکاshortfall ہے۔حکومت نے جو ہدف مقرر کر رکھا تھااس میں 53بلین روپے کاshortfallہے۔کاش!سیکرٹری خزانہ آج یہاں موجود ہوتے۔میں گزارش کروں گا کہ محترمہ وزیر خزانہ اس بابتinquiryکروائیں کہ یہtaxesکاshortfallکیوں ہو رہاہے اور کیا یہ اس ادارے کی کمزوری ہے؟ہمارے وہ ادارے جوtax collectکرتے ہیں ان کا بزنس مینوں کے ساتھ روّیہ ٹھیک نہیں ہے۔بزنس مین ایک کماؤ پُتّر ہوتاہے۔اگر آپ صاحب نصاب کو ماردیں گے توtaxes کہاں سے آئیں گے؟اس لئے بزنس مین کوencourageکرنے اور اس کے ساتھ بیٹھ کر بات کرنے کی ضرورت ہے۔میں آپ کو اس کی ایک مثال عرض کرتا ہوں کہ جو لوگOversees employmentکے لئے جاتے ہیں پچھلے بجٹ میں وہ بھی taxکے دائرے میں آ گئے اور ان پر 16فیصد taxعائد کیا گیا۔لوگوں نے اس حوالے سے بہت سی شکایات کیں۔میں خود ایک مرتبہ متعلقہ چیئرمین کے پاس گیا اور ان سے درخواست کی کہ چونکہOversees employmentکو وفاقی حکومتregulateکرتی ہے۔یہMinistry of H.R and Protector of Immigrants کے ماتحت آتا ہے اور جتنے لوگ باہر جاتے ہیں ان کا ویزا لگنے کے بعد جس وقتprotectiveہوتا ہے تو وہیں پرat the sourceسارےtaxesکاٹ لئے جاتے ہیں۔آپ بھی وفاقی حکومت کے ساتھ مل بیٹھ کر کوئیcomprehensiveلائحہ عمل بنائیں تاکہ آپ کو نقصان نہ ہو۔پنجاب سے پچھلے سال 5لاکھ 35ہزار لوگ باہر گئے ہیں۔پورے پاکستان سے 7لاکھ 35ہزار لوگ باہر گئے جبکہ صوبہ پنجاب

سے 5لاکھ 35ہزار لوگ باہر گئے ہیں۔ میں نے انہیں ایک تجویز پیش کی اور کہا کہ آپ کو اس طریقے سے 50کروڑ روپے tax ملے گا لیکن انہوں نے میری بات پر توجہ نہ دی اور دھونس، دھمکی، تالا بندی سے کام لیا اور لوگوں کو notices issue کر دیئے گئے۔ جب لوگوں کو یہ نوٹس ملے کہ اتنا ٹیکس جمع کروائیں بصورت دیگر ہم آپ کے خلاف ایف آئی آر درج کروادیں گے تو وہ عدالت میں چلے گئے اور انہوں نے وہاں سے اس کے خلاف stay order لے لیا۔ میرے خیال میں محکمہ کو اس مد میں 50کروڑ روپے کی بجائے صرف 28لاکھ روپے کی tax collection ہوئی ہوگی تو اس روّیے کو بدلنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میری آخری گزارش ضلع چکوال کے حوالے سے ہے۔ یہ بڑا پسماندہ علاقہ ہے۔ سابق ضلعی ناظم چکوال اس ضلع پر 55کروڑ روپے کا قرض چھوڑ گیا۔ یہ کل قرض 65کروڑ روپے تھا لیکن پچھلی دفعہ وزیر اعلیٰ صاحب نے مہربانی کرتے ہوئے 10کروڑ روپے دے دیئے اب 55کروڑ روپے ایک پسماندہ ضلع کے ذمے قرض ہے۔ ہم نے ایجوکیٹرز بھرتی کئے ہوئے ہیں لیکن ان کو appointment letters دینے سے قاصر ہیں کیونکہ ہم ان کو تنخواہوں کی ادائیگی نہیں کر سکتے۔ میری آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب اور محترمہ وزیر خزانہ سے درخواست ہے کہ اس 55کروڑ روپے کے قرض کی ادائیگی وہ اپنے ذمے لے لیں اور ضلع چکوال کو اس سے نجات دلائیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔ اب قاضی عدنان صاحب بات کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وہ چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا آپ نے ان کو دیکھا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جی، دیکھا ہے۔

جناب سپیکر: کب دیکھا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! کوئی آدھ گھنٹہ پہلے دیکھا ہے۔

جناب سپیکر: میں نے تو انہیں نہیں دیکھا۔ اگلا نام شاویز خان صاحب کا ہے۔

جناب محمد شاویز خان: بسم اللہ لرحمن الرحیم۔جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں سب سے پہلے سال 2015-16 کا تاریخی اور عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر اپنی بہن وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور ان کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میری بہن نے بہت اچھا بجٹ پیش کیا ہے لیکن افسوس ہوا کہ حزب اختلاف کے بنچز کی طرف سے اسے [****] کہا گیا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ فکر نہ کریں وہ خود ہی اس کا جواب دے دیں گی۔

جناب محمد شاویز خان: جناب سپیکر! اس بجٹ کو [****] کہنا بہت ظلم کی بات ہے۔ معزز ممبران حزب اختلاف کو تو خوش ہونا چاہئے کہ ہماری ایک بہن نے، ایک female نے اتنا اچھا بجٹ پیش کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ بھی اس بات سے خوش ہیں۔ وہ ناخوش نہیں ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! وچوں وچوں بہت خوش ہیں۔ (قہقہے)

جناب محمد شاویز خان: جناب سپیکر! میں ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر میاں محمد شہباز شریف صاحب کو بھی دل کی اتھاہ گہرائیوں سے پنجاب کے عوام کی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے رات دن ایک کر کے، وزیر خزانہ اور پوری ٹیم کے ساتھ مل کر پنجاب کے عوام کے لئے ایک اچھا بجٹ پیش کیا ہے۔ جس دن ہماری بہن وزیر خزانہ بجٹ پیش کر رہی تھیں تو اُس دن حزب اختلاف کی طرف سے جھوٹ، جھوٹ کی آوازوں پر مجھے بہت افسوس بھی ہوا کہ ان کو کیسے پتا چل گیا تھا کہ یہ جھوٹ ہے؟ یہ تو ایک سال کے بعد پتا چلے گا کہ یہ جھوٹ ہے یا سچ ہے۔ یہ ایک سال کا بجٹ ہے اور اس میں ایک سال کے پیسے رکھے گئے ہیں اگر یہ پیسے ایک سال میں نہ لگے تب تو یہ اس کو جھوٹ کہیں۔ حزب اختلاف advance نہ چلے بلکہ آرام سے چلے۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں عوام کو تمام اداروں کے حوالہ سے relief دیا گیا ہے جس میں تعلیم، صحت، پولیس، زراعت اور صنعت ہے۔ اس بجٹ میں ہر محکمہ کو اربوں روپیہ دیا گیا ہے جس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ کل تک اس میٹرو بس کو "جنگلا بس" کہا جاتا تھا لیکن آج اُس میٹرو بس میں لاکھوں لوگ سفر کر رہے ہیں۔ آج آپ راولپنڈی اور اسلام آباد کے لوگوں سے جا کر پوچھیں وہاں پر لوگ جھولیاں اُٹھا اُٹھا کر میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کو دعائیں دے رہے ہیں۔ وہ غریب لوگ جنہیں زندگی میں کبھی ائرکنڈیشنڈ گاڑی میں بیٹھنا نصیب نہیں ہوا تھا وہ آج 20 روپے

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

دے کر اُس ائر کنڈیشنڈ گاڑی میں بیٹھ کر سفر کر رہے ہیں۔ یہ ہے ہمارا بجٹ اور یہ ہے میاں محمد نواز شریف کا پنجاب اور پاکستان۔ میرے بھائی اور بہنیں جو یہاں پر تشریف رکھتے ہیں یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہمارے لیڈر رات دن ایک کر کے پاکستان کو ترقی دینے کے لئے محنت اور لگن سے کام کر رہے ہیں۔ میں یہاں پر اپنے حلقہ کی بات کرتا ہوں۔ میرا ضلع اٹک ہے اور حسن ابدال و فتح جنگ میرا حلقہ انتخاب ہے۔ جب سے پاکستان قائم ہوا ہے فتح جنگ میں پینے کے لئے پانی نہیں تھا جس کی وجہ سے لوگ گندا پانی پیتے تھے۔

جناب سپیکر! میں نے 15-2014 کے بجٹ میں میاں محمد شہباز شریف سے درخواست کی کہ میرے علاقہ کے لوگ ابھی تک گندا پانی پی رہے ہیں تو انہوں نے اُسی وقت حکم دیا اور آج 47 کروڑ روپیہ کی لاگت سے فتح جنگ میں پینے کے صاف پانی کے منصوبہ پر کام جاری ہے اور انشاء اللہ ہمارے لوگوں کو پینے کا صاف پانی بہت جلد مہیا ہو جائے گا۔ اسی طرح حسن ابدال میں ڈگری کالج بوائز نہیں تھا تو میں نے میاں محمد شہباز شریف سے کہا کہ ہمارے پاس حسن ابدال میں کیڈٹ کالج تو ہے لیکن غریب لوگوں کے بچوں کے لئے ڈگری کالج نہیں ہے تو اُنہوں نے اُسی وقت وہاں پر ڈگری کالج دیا۔ وہاں پر کالج بنانے کے لئے ہمارے پاس سرکاری زمین نہیں تھی تو میں نے اپنے ایک دوست سے کالج کی زمین کے لئے بات کی تو انہوں نے کالج بنانے کے لئے 28 کروڑ روپیہ کی زمین مفت میں دی ہے۔ یہ ہوتا ہے جذبہ اور یہ ہوتا ہے قوم کے لئے خدمت کرنے کا طریقہ۔ کھوکھلے نعرے لگانے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اسی طرح وزیراعلیٰ نے مہربانی کر کے حسن ابدال میں 22 کروڑ روپیہ sewerage کے لئے دیا ہے تو اس طرح سے میرے حلقہ میں اربوں روپیہ خرچ ہوا ہے تو انہوں نے یہ پیسا عوام کے لئے دیا ہے اور عوام پر مہربانی کی ہے۔ کسی بھی بجٹ میں جب عوامی بھلائی کے لئے اعلان ہوتے ہیں تو اُس کے بعد دیکھنا چاہئے کہ ان پر کام ہوا ہے یا نہیں؟ اگر کہیں پر کام نہیں ہوا تو اُس پر ضرور بات کریں۔ ابھی دیہی علاقہ جات میں carpeted roads بن رہی ہیں اور میرے اپنے حلقہ میں 17.5 کلو میٹر کی carpeted road بن رہی ہے جس سے چودہ دیہات کو فائدہ پہنچے گا۔ جب میں وہاں پر اُس روڈ کو دیکھنے کے لئے جاتا ہوں تو وہاں پر لوگ میرے نعرے تو لگاتے ہی لگاتے ہیں لیکن وہ سب سے زیادہ ہماری حکومت اور مسلم لیگ (ن) کے نعرے لگاتے ہیں کہ زندگی میں یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ گاؤں کے لوگوں کے لئے بھی carpeted road بن رہی ہے۔ میرے پاس دیہات سے لوگ آتے تھے کہ ہمارے پاس آنے جانے کے لئے راستہ نہیں ہے تو آپ ہمارے گھر کے راستے میں روڑی ہی بچھوا دیں تاکہ ہم اپنے گھر تک تو پہنچ

سکیں کیونکہ ہم بارش کے باعث اپنے گھروں تک نہیں جا سکتے۔آج اللہ کی مہربانی سے دیہاتوں کے وہ لوگ بھی ہم شہر والے لوگوں کی طرح carpeted roads پر اپنے گھروں کو جاتے ہیں اور انشاءاللہ وہ وقت دُور نہیں کہ ہمارے دیہات میں بھی شہروں جیسی سہولیات مہیا ہوں گی۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔میں محترمہ نبیلہ حاکم علی خان سے کہوں گا کہ اگر وہ اپنی بات کرنے سے پہلے میاں ممتاز احمد مہاروی صاحب کو موقع دے دیں کیونکہ انہوں نے مجھے specially کہا تھا تو میں نے اُس وقت ان کو ٹائم نہیں دیا۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر!ٹھیک ہے۔آپ مہاروی صاحب کو پہلے موقع دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، میاں ممتاز احمد مہاروی صاحب!

میاں ممتاز احمد مہاروی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے آج بجٹ 16-2015 پر اپنے خیالات کا اظہار کرنے اور کچھ مثبت تجاویز دینے کے لئے موقع فراہم کیا ہے۔

جناب سپیکر!12۔جون کو بجٹ 16-2015 اس معزز ایوان میں پیش کیا گیا اور محترمہ وزیر خزانہ نے بڑے بااعتماد طریقہ سے یہ بجٹ اسمبلی میں پیش کیا۔اگر اس بجٹ کو غور سے دیکھا جائے تو یہ بات سمجھ آتی ہے کہ بجٹ بنانے کے وقت چند سیاسی لوگوں کی مشاورت تو بالکل اس میں شامل ہے لیکن کیا ہی بہتر ہوتا کہ تمام اضلاع کے نمائندے خاص طور پر جو حزب اقتدار کے بنچوں پر بیٹھے ہیں اُن سے بھی مشاورت کر لی جائے۔یہی وجہ ہے کہ اُن سے مشاورت نہ ہونے کی وجہ سے اس بجٹ کو ائرکنڈیشنڈ دفاتر میں تیار کرنے والے بہت سی ایسی چیزوں کو over look کر جاتے ہیں یا انہیں جان بوجھ کر ignore کر دیا جاتا ہے۔اُن لوگوں کو پتا ہی نہیں ہوتا کہ بہاولنگر کے کیا مسائل ہیں، راجن پور کے کیا مسائل ہیں، ڈیرہ غازی خان کے کیا مسائل ہیں اور لیّہ کے کیا مسائل ہیں؟

جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں رہنے والے 60 فیصد لوگ زراعت پیشہ ہیں اُن کے خاندان اور زندگیوں کا انحصار زراعت پر منحصر ہے۔اُن کا حال، ماضی اور مستقبل زراعت کے ساتھ وابستہ ہے اور جب تک زراعت پیشہ لوگوں کو سہولتیں نہ دی جائیں گی اس ملک یا اس صوبہ میں چاہے جتنے مرضی بڑے بڑے پراجیکٹس بنا لئے جائیں تب تک صوبہ خوشحالی کی طرف گامزن نہیں ہو سکتا۔زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں ہے پچھلے دو سال کے عرصہ میں فصلوں کے ریٹ دیکھ لیں اور اس معزز ایوان میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے ممبران کی اکثریت کا تعلق

کاشتکار گھرانوں سے ہے۔ پچھلے دو سال کے عرصہ میں کوئی ایک فصل بھی ایسی نہیں آئی جس کی کاشتکار کو پوری قیمت ملی ہو۔ کپاس کو دیکھ لیں اور مونجی ابھی تک لوگوں کے گھروں میں پڑی ہے۔ اس بجٹ میں بھی کہا گیا کہ ہم نے کاشتکار کو 180 روپیہ فی من کے حساب سے کماد کی قیمت دلوائی ہے۔ میں بڑے وثوق اور بڑے اعتماد سے on the floor of the House کہہ رہا ہوں کہ 180 روپیہ فی من کے حساب سے کاشتکاروں کو پیسے نہیں ملے اور صوبہ پنجاب میں ہزاروں کاشتکار موجود ہیں جن کو شوگر ملز مالکان بڑے غرور اور تکبر کے ساتھ کہتے ہیں کہ اگر اس ریٹ سے اپنے گنے کے پیسے لینے ہیں تو لے لیں ورنہ آئندہ سال کا انتظار کریں۔ آلو کے کاشتکار سے اُس کی فصل کی بات کی جائے تو میرے خیال میں اُس کو دو دفعہ heart attack ہو جائے گا۔ آلو کا زیادہ تر کاشتکار آپ کے پڑوس اوکاڑہ اور دیپالپور میں ہے۔ گندم کی یہ جو آخری فصل آئی ہے یقین کریں کہ چند دن کے لئے گندم کا ریٹ 1300 روپیہ رہا ہے اور زیادہ سے زیادہ ہفتہ دس دن گزرنے کے بعد جب لوگوں نے سمجھا کہ آج ہماری فائل کی باری ہے اور آج ہم نے جا کر بوریاں اُٹھانی ہیں تو اُس دن پتا چلا کہ بوریاں تو واپس چلی گئی ہیں۔ حکومت پنجاب نے پابندی لگا دی ہے کہ اب آئندہ گندم نہیں خریدنی اور اُسی دن سے گندم کا ریٹ 1100 روپیہ پر آ گیا تو گزارش یہ ہے کہ جب تک کاشتکار کے لئے بہتر سے بہتر مواقع فراہم نہیں کئے جائیں گے اُس وقت تک اس صوبہ کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنا کافی مشکل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! جس طرح میں نے عرض کیا کہ سیاسی لوگوں سے مشاورت نہ ہونے کی وجہ سے بہت سی چیزیں رہ جاتی ہیں۔ اسی صوبہ پنجاب میں ضلع بہاولنگر ہے میں نہیں سمجھتا کہ حکومت جان بوجھ کر اُس ضلع کو ignore کر رہی ہے لیکن اگر وہاں کے حزب اقتدار کے نمائندوں سے مشاورت کر لی جائے تو یقیناً یہ ضلع اس حد تک پسماندگی کی طرف نہیں جا سکتا تھا۔ اب یہ ضلع روز بروز پسماندگی کی طرف جا رہا ہے۔ مجھے امید ہے کہ میری بہن وزیر خزانہ اس بات کو note فرمائیں گی کہ پچھلے بجٹ میں ایک بہت اچھی تجویز آئی اور وہ آنی بھی چاہئے تھی کہ:

Renovation of Head Sulemanki and renovation of Khadar canal and Pakpattan canal.

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جس ضلع میں ہیڈ سلیمانکی موجود ہے، ضلع بہاولنگر کو دو بڑی نہریں فورٹ عباس اور صادقیہ کینال سیراب کرتی ہیں ان کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ ہمیں بہاولنگر والوں کو

امید تھی کہ اس دفعہ صادقیہ اور فورٹ عباس کینال کی renovation اور بہتری کے لئے رقم ضرور رکھی جائے گی۔

جناب سپیکر! آپ کے علم میں یقیناً ہوگا کیونکہ آپ بھی کاشتکار طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔اس وقت چشتیاں بہاولنگر سے لاہور کی طرف سفر کیا جائے تو کھادر کینال، پاکپتن کینال اور اس علاقے میں چلنے والی ساری نہریں ہر وقت چل رہی ہوتی ہیں کوئی رکاوٹ نہیں ہے جبکہ ضلع بہاولنگر کی تین تحصلیں چشتیاں کا آدھا حصہ، پوری تحصیل ہارون آباد اور پوری تحصیل فورٹ عباس میں زیر زمین پانی کڑوا ہے۔ اگر ان لوگوں کو ان کے حصے کا نہری پانی بھی نہیں ملے گا تو ان کا گزر واوقات کس طرح ہو گا۔ میری حکومت وقت سے یہ تجویز ہے کہ مہربانی فرمائیں اور ان نہروں کے پانی کا جو ضلع بہاولنگر کا حصہ لے کر دوسری نہروں کو دے دیا گیا ہے وہ واپس دلایا جائے اور ان دونوں نہروں کی renovation کے لئے بھی کوئی معقول بندوبست کیا جائے۔

جناب سپیکر! میری ایک آخری گزارش ہے جو اس سے بھی زیادہ اہم چیز ہے کہ اس بجٹ میں بھی اور پچھلے بجٹ میں بھی بہت سے بڑے بڑے منصوبوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ ضرور بنائے جائیں، overhead bridges بنائے جائیں، underpasses بنائے جائیں لیکن کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔ دریائے ستلج پر ایک پُل جو فورٹ عباس، ہارون آباد اور چشتیاں کو بورے والا چیچہ وطنی اور فیصل آباد سے connect کرتا ہے۔ وہ پُل انتہائی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس کے بغیر وہاں پر کاشتکار اور کاروباری طبقہ آپس میں منسلک نہیں ہو سکتے۔اگر یہ پُل بنا دیا جائے تو یہ تین تحصیلیں جن کا میں نے ذکر کیا ہے تو یہاں سے فیصل آباد جانے کے لئے اڑھائی گھنٹے کی مسافت کم ہو جائے گی۔اس سے کاشتکار طبقہ اور خاص طور پر کاروباری لوگ ایک دوسرے کے ساتھ فیصل آباد اور ضلع بہاولنگر کے لوگ اس طرح منسلک ہو جائیں گے جس سے کاشتکاروں کو بھی فائدہ ہو گا اور کاروباری لوگوں کو بھی فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر! یہ میری گزارشات ہیں اور میں یہ امید کرتا ہوں کہ میری تجاویز کو بجٹ تجاویز میں شامل کیا جائے گا تاکہ بہاولنگر جو پسماندہ ضلع ہے اس میں رہنے والے تمام لوگ خواہ کسی بھی طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں ان کے لئے بہتری آ سکے۔ بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ جناب خالد غنی چودھری!

جناب خالد غنی چودھری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں قائد محترم میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے محدود وسائل

کے باوجود ایک متوازن بجٹ پیش کیا۔ میں یہ امید کرتا ہوں کہ یہ بجٹ انشاء اللہ صوبہ میں ترقی اور خوشحالی لائے گا۔ میں بجٹ کے حوالے سے اور محکموں کی کارکردگی کے حوالے سے چند تجاویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جب یہاں بجٹ پر تقاریر ہو رہی ہیں تو ہر محکمہ کا کوئی نہ کوئی نمائندہ یہاں موجود ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، نمائندے موجود ہوتے ہیں۔ آپ کی بات ان تک پہنچ جائے گی۔ آپ اپنی بات کریں۔

جناب خالد غنی چودھری: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ میں سب سے پہلے سٹینڈنگ کمیٹیوں کے بارے میں بات کروں گا کہ ہماری سٹینڈنگ کمیٹیوں کی صرف یہ صورتحال رہ چکی ہے کہ وہ بنی ہیں اور آج تک ان کے اجلاس نہیں ہوئے۔ اس حوالے سے ہونا تو یہ چاہئے کہ بجٹ سٹینڈنگ کمیٹیوں کے ذریعے سے ہی محکموں کو دیا جائے، تین ماہ کے بعد سٹینڈنگ کمیٹی کا اجلاس ہو اور محکمہ کے وزیر اور سیکرٹری کو بلا کر پوچھا جائے کہ ہم نے آپ کو اتنا بجٹ دیا ہے تو آپ کی کارکردگی کیا ہے، آپ نے کہاں خرچ کیا ہے اور اس سے عوام کی کیا فلاح و بہبود ہوئی ہے؟ میری یہ تجویز ہے کہ ہر محکمہ کو اس کی سٹینڈنگ کمیٹی کے ذریعے بجٹ دیا جائے اور تین ماہ کے بعد پھر ان سے پوچھا بھی جائے کہ آپ نے اس سلسلہ میں کیا کیا ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میری دوسری گزارش یہ ہے کہ ہمارے صوبہ اور ملک کا انحصار زراعت پر ہے لیکن انتہائی افسوس کی بات ہے کہ گورنمنٹ ہر دفعہ اربوں روپے کسان کے لئے رکھتی ہے اور اربوں روپے زراعت کی بہتری کے لئے رکھتی ہے لیکن میرے فاضل دوست جو یہاں پر بیٹھے ہیں ان کو اکثر ڈیوس روڈ پر محکمہ زراعت کے دفتر میں جانے کا اتفاق ضرور ہوا ہوگا۔ میرے فاضل دوست اس سے بھی اتفاق کریں گے کہ وہاں کثیر منزلہ عمارتیں ہیں اور نیچے سبز نمبر پلیٹ والی سینکڑوں گاڑیاں کھڑی ہوتی ہیں لیکن مجھے بہت افسوس ہے کہ وہاں پر ریسرچ ہے اور نہ مارکیٹ کمیٹی کا کوئی نظام اور میکانزم ہے۔ میں آپ کے ذریعے سے اس محکمہ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ بتادیں کہ اربوں روپے خرچ کرنے کے باوجود کتنے کلوگرام، میں منوں کی بات نہیں کر رہا بلکہ کتنے کلوگرام فی ایکڑ آپ نے ہماری yield بڑھائی ہے۔ ان کے پاس یقیناً نفی میں جواب ہوگا۔

جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہوگی کہ کم از کم ہماری جو سٹینڈنگ کمیٹی ہے وہ ان کو بلا کر پوچھے۔ جہاں تک ریسرچ کا تعلق ہے تو میری ایک دو دفعہ ان سے بات ہوئی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ریسرچ کے لئے فنڈز نہیں ملتے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ ریسرچ والوں کو فنڈز دیئے جائیں اور ان سے پوچھا جائے کہ آپ نے ہماری کس فصل پر، کس بیج پر کیا ریسرچ کی ہے؟ جہاں تک فصلوں کا تعلق ہے تو میں مونجی کے بارے میں بات کروں گا کہ ہمارے صوبہ میں ریسرچ کی یہ حالت ہے کہ ہمارے پاس 16، 17 اقسام کے بیج ہیں جبکہ ہمارے ہمسایہ ملک میں تقریباً 100 سے زائد اقسام کے بیج ہیں۔ وہاں پر inputs سستی ہیں لیکن ہمارے ہاں مہنگی ہیں، وہاں بجلی کا بل میرے خیال میں بالکل zero percent ہے لیکن یہاں پر ہم بل دے دے کر تھک چکے ہیں۔

جناب سپیکر! میری حکومت سے یہ گزارش ہوگی کہ کسان کو بجلی کے بلوں پر سبسڈی دی جائے۔ ہماری inputs پر بھی سبسڈی دی جائے۔ آپ ایک طرف تو کہتے ہیں کہ ہم نے چاول کی ایکسپورٹ پر انڈیا کا مقابلہ کرنا ہے اور دوسری طرف ہمارے کسان کے پاس پانی کے پیسے پورے نہیں ہوتے۔ ہمارے بچوں کو کھانے کے لئے روٹی نہیں ملتی۔ ہم کیسے انڈیا کا مقابلہ کریں گے؟ انڈیا ہماری چاول کی ساری انٹرنیشنل مارکیٹ لے چکا ہے صرف اس لئے کہ ہمارے پاس ریسرچ نہیں ہے۔ میں ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ انڈیا والوں نے ایک بیج نکالا ہے جس سے 80 من فی ایکڑ yield حاصل ہوتی ہے اور وہ سال میں دو فصلیں لے رہے ہیں۔ اب وہ ریسرچ کر رہے ہیں کہ وہ سال میں تین فصلوں پر آ جائیں۔ میں باہر سے بھی چکر لگا کر آیا ہوں ہمارا چاول کہیں بھی نہیں بِک رہا۔ ہمارے چاول اور انڈیا کے چاول کا دو سے تین سو ڈالر کا فرق ہے۔ اس طرح ہم کیسے چلیں گے؟ ہم چاول کے بہت بڑے ایکسپورٹر تھے اب آپ یاد رکھئے گا کہ اگر یہی حالت رہی تو ایک دن آئے گا کہ آپ کا کسان چاول کاشت کرنا چھوڑ دے گا اور آپ کو چاول باہر سے منگوانا پڑے گا۔

جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہوگی کہ جس طرح گندم حکومت خریدتی ہے اسی طرح چاول بھی خریدے۔ انڈیا میں یہی میکانزم ہے کہ وہاں پر انہوں نے ہر گاؤں میں چار پانچ ایکڑ مونجی خشک کرنے کے لئے رکھے ہوئے ہیں۔ کسان اپنی مونجی وہاں پر خشک کرتا ہے اور اس کا moisture نیچے ہو جاتا ہے تو پھر اسے گورنمنٹ خریدتی ہے۔ میری گزارش یہ ہوگی کہ جس طرح کسان سے گندم خریدی جاتی ہے اسی طرح مونجی بھی خریدی جائے تاکہ ہمارے کسانوں کے چہروں پر تھوڑی بہت خوشی آ جائے۔

جناب سپیکر!اس کے بعد میں صحت کے بارے میں گزارش کروں گااور میں سمجھتا ہوں کہ بجٹ میں ٹھیک ہے کہ بہت زیادہ رقم رکھی گئی ہے لیکن ہمارے جو پسماندہ اضلاع ہیں، میرا ضلع جھنگ ہے اس کو اس کے حساب سے بجٹ نہیں دیا گیا جتنی ہماری آبادی ہے۔ہمیں وہاں پرmodern facilitiesملنی چاہئیں وہ نہیں مل رہیں۔میری تحصیل شورکوٹ ہے،وہاں پر ٹراماسنٹر ہونا چاہئے،وہاں پر بچوں کے لئے علیحدہ وارڈ ہونا چاہئے اور امراض قلب کے لئے بھی وارڈ ہونا چاہئے۔ میری محترمہ وزیر خزانہ سے گزارش ہوگی کہ مہربانی کریں کہ یہ چیزیں ہمارے لئے اس بجٹ میں یا آئندہ سال رکھیں۔

جناب سپیکر!اس کے بعد میں لاہور کے ہسپتالوں کے بارے میں گزارش کروں گا۔ گورنمنٹ بلاشبہ بہت زیادہ پیسے خرچ کر رہی ہے۔ میرا بیٹا بھی ڈاکٹر ہے وہ سروس ہسپتال میں ہاؤس جاب کے لئے جب پہلے دن گیاتواسی دن آکراس نے میرے پاس بہت زیادہ احتجاج کیااور کہا کہ آپ اپنے وزیر اعلیٰ اور حکام بالا کو کہیں کہ وہاں صورتحال یہ ہے کہ ایمرجنسی میں ایک ایک bed پر تین تین مریض لٹائے جاتے ہیں۔ ہم نے بلاشبہ بہت سارے شعبوں میں بہت ساریinvestmentsکی ہیں لیکن چونکہ لاہور بڑا شہر ہے یہاں باہر سے بھی مریض آتے ہیں۔یہاں ایمرجنسی بہت زیادہ ہوتی ہے اس لئے میری یہ گزارش ہوگی کہ ہم جو تین تین مریض لٹاتے ہیں تو اس کے لئے ایمرجنسی کو بڑھایا جائے، انفراسٹرکچر بڑھایا جائے،ڈاکٹر بڑھائے جائیں تاکہ جو زخمی اور بیمار ہسپتال میں جاتا ہے اس کو کچھ نہ کچھ توreliefمل سکے۔

جناب سپیکر!اس کے بعد میں گزارش کروں گا ٹی ایس حویلی لنک کینال جو کہ تین اضلاع ڈسٹرکٹ جھنگ،ٹوبہ اور خانیوال کوtouchکرتی ہے۔ میرے بزرگ میاں رفیق صاحب اس پر بہت کام کر رہے ہیں۔ ہماری لاکھوں ہزاروں ایکڑ زمین تباہ ہو چکی ہے۔ جو زمیندار دو دو مربعوں کے مالک تھے آج وہ بے چارے مزدوری کر رہے ہیں۔ ہمارے بیوروکریٹس نے پیسے مختص ہونے کے باوجود وہاں پر نہ کوئیtechnically studyکی بلکہ وہ اپنی ہی رٹ لگائے ہوئے ہیں جبکہ studyمیں یہ بات سامنے آئی ہے کہ اس کی لائننگ ہونی چاہئے لیکن وہ چاہ رہے ہیں کہ اس کے ساتھ سیم نالہ بنادیا جائے لہذا میری گزارش ہوگی کہ جوtechnical studyہوئی ہے اس کے مطابق سیکرٹری صاحب کو پابند کیا جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔ ہماری نہر کی لائننگ کی جائے تاکہ ہمارے جو کسان بھائی برباد اور اجڑ چکے ہیں جن کے گھر گر چکے ہیں اور فصلیں تباہ ہو چکی ہیں کم از کم ان کو کوئی ریلیف مل سکے۔ یہ میری آپ سے گزارش ہوگی کہ ہمیں ضرور اس میں ریلیف دیا جائے۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔

جناب خالد غنی چودھری: جناب سپیکر! ایک آخری بات کسانوں کے بارے میں کرنی ہے کہ جو industrialist ہیں ان کو inter bank rate KIBOR plus 2,3,1 مارک اپ پر قرضے دیئے جاتے ہیں جو کہ آج کل سات فیصد چل رہا ہے کسی کو ایک فیصد، دو فیصد plus میں یعنی آٹھ، نو فیصد پر industrialist کو قرضے ملتے ہیں جبکہ کسانوں پر ظلم ہو رہا ہے کہ ہمیں چودہ فیصد، سولہ فیصد اور اٹھارہ فیصد float rate پر بنک قرضہ دیتا ہے۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہو گی کہ ہمارے زرعی قرضوں کو بھی KIBOR کے ساتھ link کیا جائے جس طرح صنعتکار کو KIBOR plus میں قرضہ ملتا ہے اسی طرح جو ہمارے کاشتکار ہیں ان کو بھی اسی شرح پر قرضہ ملنا چاہئے۔ میری یہ چند گزارشات ہیں میں امید کرتا ہوں کہ محترمہ وزیر خزانہ اس کو note فرمالیں گی اور ان پر عمل بھی انشاء اللہ تعالیٰ ضرور ہو گا۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے، اللہ کرے آپ کی بات بھی ٹھیک اور سچی ثابت ہو۔ جی، راجہ محمد علی!

راجہ محمد علی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمدللہ رب العلمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے بجٹ پر اپنی چند گزارشات پیش کرنے کا موقع عطا دیا۔ میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کو ایک انتہائی جامع مربوط اور متوازن بجٹ پیش کرنے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آئندہ مالی سال کے بجٹ کے لئے 753۔ارب روپے کے اخراجات میں سے 400۔ارب روپے ڈویلپمنٹ پر خرچ کئے جارہے ہیں یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اس وقت عوام کو سہولیات میسر ہیں اس میں مزید اضافے کے لئے اور ان کی طرز زندگی کو مزید بہتر بنانے کے لئے 400۔ارب روپے کی خطیر رقم آئندہ مالی سال میں خرچ کئے جانے کی توقع ہے۔ تعلیم کے شعبے میں مجموعی طور پر 310۔ارب روپے مختص کئے گئے جو کہ ضلعی اور صوبائی حکومتوں کے کل اخراجات کا 26 فیصد ہے یعنی پورے بجٹ کا 26 فیصد تعلیم کے شعبے پر خرچ کیا جارہا ہے اس میں بے شمار incentives کے ساتھ ساتھ پچھلے سال ہم نے دیکھا کہ quality of education کو بہتر بنانے کے لئے اس پر پورا focus کیا گیا ہے۔ اس میں large number of punitive actions لئے گئے لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات نے دنیا کا جو نظام بنایا ہے وہ جزا اور سزا دونوں پر مقرر فرمایا ہے لہذا صرف اگر punitive action لئے جائیں اور incentives نہ ہوں تو quality of education suffer کرنے کا اندیشہ تھا اور میں وزیر اعلیٰ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس بات کا اعتراف

کیااور نہ صرف اعتراف بلکہ عملی طور پر 15 کروڑ روپے مختص فرمائے تاکہ جو اساتذہ کرام اچھی کارکردگی دکھائیں ان کو incentives دیئے جائیں۔اس کے ساتھ سکولوں کے لئے بجٹ میں 14۔ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے جس کو School Management Committee کے ذریعے خرچ کیا جائے گا۔آپ تمام حضرات اس بات سے بخوبی واقف ہوں گے کہ گزشتہ مالی سال میں ایک خطیر رقم سکولوں میں missing facilities بہتر بنانے کے لئے مختص کی جاتی تھی لیکن ہمارے تجربے میں یہ بات آئی کہ اس میں کافی رقم نچلے طبقے کی نالائقی کی وجہ سے unutilized رہ جاتی تھی اس کی proper utilization نہیں ہو پاتی تھی اور اس تجربے کو سامنے رکھتے ہوئے اس مرتبہ آئندہ مالی سال میں 14۔ارب روپے کی خطیر رقم اس مقصد کے لئے رکھی گئی کہ اس میں مقامی طور پر جو سکول کی Management Committees ہیں ان کے ذریعے اگر کسی کا برآمدہ نہیں ہے، کسی سکول میں کمرے نہیں ہیں، wash rooms نہیں ہیں اور boundary wall کی ضرورت ہے وغیرہ وغیرہ تو ان تمام missing facilities کو ایک مربوط طریقے سے حل کیا جا سکے گا۔ سکول کے اساتذہ کرام کو یہ problem ہوتی تھی کہ district management یا اپنے ایم این ایز یا ایم پی ایز کو approach کرنا پڑتا تھا۔۔۔

(اذانِ ظہر)

جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا تھا کہ 14۔ارب روپے کی خطیر رقم اس بات کے لئے مختص کی گئی ہے کہ جو پرنسپل ہیں، سکول کونسل ہے اور سکول کی committees ہیں وہ مقامی طور پر بہتر انداز سے ان کو جو فوری رقم دستیاب ہو گی اس سے وہ اپنی ضروریات کو انشاءاللہ پورا کر سکیں گے۔ اس 14۔ارب روپے کے علاوہ 8.5۔ارب روپے کی خطیر رقم dangerous schools buildings کے لئے مختص کی گئی ہے یعنی سکولوں کی وہ عمارتیں جن کو خطرناک قرار دیا گیا ہے جو کسی وقت بھی گر سکتی ہیں ان کے لئے top priority پر پورے پنجاب میں علیحدہ سے ڈسٹرکٹ لیول پر کمیٹیاں بنائی گئی ہیں اور ان کو کہا گیا ہے کہ باقی تمام بجٹ کو بعد میں دیکھا جائے گا سب سے پہلے ان کو take up کریں تاکہ کسی بھی ناگزیر حالات اور ایسے حادثات سے بچا جا سکے جس میں کسی جانی یا مالی نقصان کا اندیشہ ہو۔اس کے بعد 3.6۔ارب روپے کی رقم سکولوں میں مفت تدریسی کتابوں کے لئے مختص کی گئی ہے جو قابل ستائش ہے۔

جناب سپیکر! صحت کے حوالے سے مجموعی طور پر 166۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں جو مجموعی اخراجات کا 14.5 فیصد ہے اور یہ ایک خطیر رقم ہے۔اس بات کا ادراک میاں محمد شہباز شریف نے کیا جس پر میں اُن کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے پرائمری اور سیکنڈری ہیلتھ سروس کو ترجیح دی۔آپ کو معلوم ہے کہ پہلے یہ ہوتا تھا کہ BHUs, RHCs یا DHQs پر focus کم ہوا کرتا تھا جس کی وجہ سے اگر آدمی کو سَر درد بھی ہو تو اُس کو territory level کے ہسپتال کو approach کرنا پڑتا تھا جس سے مسافت بھی ہوتی تھی اور دوسرا territory level کے ہسپتالوں پر کئی گنا بوجھ بھی پڑتا تھا۔اس کو ختم کرنے کے لئے انہوں نے ایک خطیر رقم مختص کی ہے اور اُن کو فعال بنانے کے لئے ایک مربوط پروگرام ترتیب دیا ہے۔مجھے اس بات کا اظہار کرنے میں خوشی ہے کہ میرے حلقے میں بھی بے شمار ایسے BHUs ہیں جن کو نہ صرف بحال کیا گیا ہے بلکہ اُن میں سے چند BHUs کو چوبیس گھنٹے کے لئے open کیا گیا ہے جو کہ انشاءاللہ 24/7 کام کریں گے۔

جناب سپیکر! دیہی روڈز پروگرام کے سلسلے میں وزیر اعلیٰ کے جو انقلابی اقدام ہیں ان کے حوالے سے میں یہ عرض کروں گا کہ اس سیکٹر میں 69۔ارب روپے مختص کئے گئے جن میں سے 50۔ارب روپے سے زائد کی خطیر رقم دیہی روڈز کے لئے مختص کی گئی ہے جہاں پر کارپٹڈ روڈز کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔ میں تمام دیہی علاقوں کی طرف سے وزیر اعلیٰ کا اس احسن اقدام پر انتہائی شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر! میں آخر پر یہ سمجھتا ہوں کہ میرا تجربہ یہ ہے کہ پاکستان کی ترقی جس طرح سے پنجاب میں ہو رہی ہے جس کو مخالف لوگ بھی تسلیم کرنے پر تیار ہیں وہ اس کو ignore نہیں کر سکتے۔ اسی طریقے سے میں یہ وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر پاکستان کو ترقی کرنی ہو تو ایک میاں محمد شہباز شریف کے ساتھ ساتھ تین چار اور میاں محمد شہباز شریف چاہئیں۔بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی،آپ کا بہت شکریہ۔محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آج آپ نے مجھے بجٹ 16-2015 پر بات کرنے کا موقع دیا۔آپ کو حوصلہ دینے کے لئے اچھے طریقے سے ہی بات شروع کروں گی اور بہت اچھی بات ہے کہ ہم نے بجٹ میں 200 بلین کا اضافہ کیا۔اگلی بات یہ کہ ہر سال بجٹ میں اضافہ کرنے سے جو مقاصد اور targets طے کرتے ہیں کیا وہ حاصل کر لیتے ہیں اور یہی میرا سوال ہے؟ اگر یہ نہیں ہے تو اس "نہیں" کی وجوہات کیا ہیں؟ اگر statistics دیکھے جائیں تو محکموں

کو پچھلے سال جو budget allocation ہوئی اس میں utilization کتنی ہوئی تو میرے خیال میں پہلے چھ ماہ میں 20/30 فیصد اور آخری دو ماہ میں overall دیکھا جائے تو 40 فیصد کے قریب بنتی ہے۔ کیا ہم budget allocation کرنے اپنے فرائض سے سبکدوش ہو جاتے ہیں اور کیا ہمارا مقصد پورا ہو جاتا ہے؟ تو میں کہتی ہوں کہ بجٹ بڑھانے سے مقاصد حاصل نہیں ہوتے بلکہ بجٹ کی صحیح utilization کرنے، اُس کا check and balance رکھنے اور اگلے سال کے لئے جو خامیاں رہ جاتی ہیں اُن کو پورا کرنے کے بعد ہم اپنے فرائض سے سبکدوش ہو سکتے ہیں۔ آج جتنے بھی یہاں معزز ممبران ہیں وہ سب میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد پیش کر رہے ہیں تو میرا ابھی دِل چاہ رہا ہے کہ وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد پیش کروں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ صاحب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ تُرکی اور چائنا کے عوام بھی وزیر اعلیٰ صاحب کے مداح ہو گئے ہیں جبکہ پاکستان کے عوام نہیں ہوئے۔ مینارِ پاکستان پر جو پنکھے ہاتھ میں پکڑ کر جھلے جاتے تھے وہ بجلی کا بحران وزیر اعلیٰ نے چھ ماہ میں ختم کر دیا؟ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال دیکھیں تو جہاں پہلے چوریاں ہوتی تھیں وہاں اب direct ڈاکے پڑنے لگے ہیں۔(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: No interruption and no cross talk.

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! ہم تعلیم دینا چاہتے ہیں تو لیپ ٹاپ دے رہے ہیں پھر کیوں نہ تُرکی اور چائنا کے لوگ ان کے مداح ہوں؟ میں یہاں پر ایک example دینا چاہتی ہوں کہ میرے پاس ایک بیوہ خاتون آئی جو 1992 میں 247 روپے پنشن لے رہی تھی، اس بیوہ کا خاوند اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل تھا جس کو لاہور میں جیل روڈ پر شہید کیا گیا تھا اور 23 سال گزرنے کے بعد اس کی پنشن 4100 روپے تک پہنچ گئی ہے اسی لئے چائنا اور تُرکی والے اُن کے مداح ہیں۔ یہ ہماری good governance ہے۔ ہمارے پاکستان میں رہنے والے minorities کی بات کروں تو میں محترمہ وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گی کہ یہ figures بھی دیکھ لیجئے کہ پچھلے سال 300 ملین ڈویلپمنٹ فنڈ رکھا گیا جو آپ ہی کی book کے صفحہ نمبر 435 میں ہے کہ ڈویلپمنٹ پر ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر! یہاں بڑے دعوے کئے گئے کہ ہم ٹیکس نیٹ ورک کو بڑھا رہے ہیں اور ہم اتنا بڑھائیں گے کہ وہ لوگ جو ٹیکس نہیں دیتے اُن کو ٹیکس کے دائرہ کار میں شامل کریں گے لیکن ہم نے کیا کیا ہے؟ ہم نے یہ کیا ہے کہ وہ مجبور اور مفلس طبقہ جو میں سمجھتی ہوں کہ ہماری کروڑوں کی وہ آبادی جو غربت کی شرح سے بہت نیچے ہے اس طرح کے طبقے کو ہم نے ٹیکس کے دائرہ کار میں شامل کیا ہے لیکن

وہ ڈاکٹروں کا مافیا جو 80ہزار کے قریب ہے، وہ مافیا جو اکیڈمیوں کی صورت میں ہے جس کے متعلق میں نے on the floor of the House بہت دفعہ KIPS اور سٹار اکیڈمی کی بھی بات کی تھی۔ وقفہ سوالات چل رہا تھا تو میں نے اُس دن بھی mention کیا کہ ان کا کوئی check and balance نہیں ہے اور وہ لاکھوں کروڑوں روپے فیس کی مد میں کما رہے ہیں جن کو ہم نے ٹیکس کے دائرہ کار میں شامل نہیں کیا۔ یہ چیزیں کیا غور طلب نہیں ہیں اور کیا اِن کا check and balance رکھا جانا ضروری نہیں ہے؟

جناب سپیکر! ہمیں بجٹ تقریر کے لئے کہا جاتا ہے جبکہ بجٹ افراتفری میں آتا ہے۔ پاکستان کی یہ خوش قسمتی ہے کہ افراتفری میں بجٹ لایا جاتا ہے اور افراتفری میں ہی ہمیں بجٹ تجاویز پر discussion کے لئے کہا جاتا ہے۔ ہم بہت سارے ممالک سے تقابل کرتے ہیں کہ فلاں جگہ پر یہ ہو گیا لیکن کیا ہم نے اس چیز کا تقابل کیا ہے کہ ہم جن فرائض کی ادائیگی کے لئے اس ایوان میں بیٹھے ہیں وہ فرائض صحیح طور پر ادا کر رہے ہیں یا نہیں؟ اس کی مثال یہ ہے کہ دوسرے ممالک میں تین ماہ بجٹ discussion کے لئے رکھے جاتے ہیں جبکہ ہمارے ہاں تین چار دن رکھے جاتے ہیں۔ کیا اتنے تھوڑے سے وقت میں آپ اتنے بڑے صوبے کے 1400 بلین کے بجٹ کے بارے میں اپنی تجاویز کے ذریعے صحیح طور پر انصاف کر سکتے ہیں؟ تو میں کہتی ہوں کہ بالکل بھی نہیں اور اتنے ہی تھوڑے وقت میں تمام تجاویز شامل ہو کر آپ دوبارہ بجٹ لا سکتے ہیں تو میں کہتی ہوں کہ بالکل بھی نہیں؟ یہ کیسا مذاق ہے کیونکہ ہمیں کہا جاتا ہے کہ ہم اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں، آپ کی مثبت تجاویز کو شامل کرنا چاہتے ہیں جبکہ روٹین پھر وہی ہے کہ ہم بات کرتے ہیں اور اس کے بعد بات بات ہی رہ جاتی ہے۔

جناب سپیکر! آخر میں چونکہ وقت بہت کم ہے اور آپ کی توجہ چاہوں گی کہ وہی بات جو میں نے کی کہ ہمیں اس کے لئے بہت سارا وقت درکار ہے۔ یہاں پر میں اپنے ضلع ساہیوال کے حوالے سے بھی بات کروں گی کہ ہم اپنا بڑا show passion کرتے ہیں کہ ہم ایجوکیشن کے لئے یہ کر دیں گے اور وہ کر دیں گے تو اس کی ایک مثال ساہیوال میڈیکل کالج ہے جہاں طلباء کا آج پانچواں سال چل رہا ہے اور PMDC نے اسے de-notify کرنے کے لئے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو لکھ دیا ہے کیا یہ افسوس کی بات نہیں ہے؟ جہاں پر آپ ایک ارب روپے سے زائد خرچ کر چکے ہیں۔ خون پسینے کی کمائی اور وہ ٹیکس کا پیسا جو آپ کے پاس عوام کی امانت ہے، خرچ کرنے کے بعد ان عمارتوں کے ساتھ آپ کیا سلوک کرنے جا

رہے ہیں؟ میری آپ سے یہ گزارش ہوگی کہ اس point کو بھی note کیا جائے اور ساہیوال میڈیکل کالج کی ترقی کے لئے سوچا جائے۔

جناب سپیکر! آخر میں ساہیوال کے حوالے سے میری ایک گزارش ہوگی کہ ہم اس۔۔۔

جناب سپیکر: وہاں پر یونیورسٹی بن گئی ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! چھوٹی سی بات ہے کہ ہم ساہیوال کو انڈسٹریل سٹی نہیں بنا سکے لیکن میری یہ گزارش ہے کہ ایجوکیشن کے لئے ایک بہت بڑا بجٹ رکھا گیا ہے تو ساہیوال ایک زرعی ضلع ہے تو وہاں پر زرعی یونیورسٹی اور لڑکیوں کے لئے ہوم اکنامکس کالج کا قیام عمل میں لایا جائے۔ شکریہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! شکریہ۔ گزارش یہ ہے کہ اتنی شدید گرمی میں باہر ہزاروں سرکاری ملازمین مال روڈ پر دھرنا دیئے بیٹھے ہیں۔ چلچلاتی دھوپ میں 46 سینٹی گریڈ درجہ حرارت ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت اتنی بے حسی کیوں دکھاتی ہے۔ پہلے رانا ثناء اللہ صاحب کے ساتھ مذاکرات کے بعد کلرکوں کی تنظیموں نے تین دفعہ اپنی ہڑتال کو، اپنے دھرنے کو اور اپنے احتجاج کو مؤخر کیا کہ وزیر قانون نے ان کے ساتھ وعدہ کیا کہ آپ کے یہ دو تین جائز مطالبات ہیں جو کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے منظور کر لئے ہیں۔ سمری ان کے پاس جا چکی ہے اور آپ اپنے اس احتجاج کو مؤخر کر دیں لیکن اب جبکہ بجٹ بھی پیش ہو گیا ہے اور آج کے دن تک ان سے جو وعدے کئے گئے تھے وہ پورے نہیں ہوئے۔ پورا مال روڈ block ہے جس سے مال روڈ سے ملحق پورا شہر جام ہو جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی افسوسناک بات ہے کہ غریب سرکاری ملازمین کی اپ گریڈیشن اور pay scale کا جو مسئلہ ہے، وہ بار بار کہہ رہے ہیں کہ دوسرے صوبوں نے یہ کر دیا تو آخر پنجاب میں کیوں نہیں ہو سکتا؟ وہ کہتے ہیں کہ پنجاب تو بڑا متمول صوبہ ہے اور یہاں پر سب کچھ ٹھیک ہے تو ہم اپ گریڈیشن کی سہولت سے کیوں محروم ہیں؟ اسی طرح تنخواہوں کی بات کرتے ہیں کہ ہماری تنخواہ آپ 7.5 فیصد بڑھا رہے ہیں، جب بجٹ پیش ہوا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اگر وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے اخراجات میں 50 فیصد اضافہ ہو سکتا ہے تو ہماری تنخواہوں میں کیوں نہیں ہو سکتا؟ میری آپ سے استدعا ہے کہ آپ حکومتی وزراء جن میں رانا ثناء اللہ خان اور دیگر کو کہیں کہ وہ کلرکوں کے نمائندہ لوگوں

کے ساتھ بیٹھ کر بات چیت کریں اور انہیں اس دھرنے سے اٹھائیں۔وہاں پر بے شمار لوگ بے ہوش ہو رہے ہیں اور پورے لاہور کی ٹریفک جام ہے۔لوگوں کو آنے جانے کے لئے سخت دقت پیش آ رہی ہے۔

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ صاحب باہر ہیں؟ اگر رانا ثناء اللہ صاحب ہوں تو اس معزز ایوان میں تشریف لائیں۔خواجہ عمران نذیر صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔Next چودھری شہباز احمد صاحب۔۔۔موجود نہیں ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں بھی بات کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں جی، آپ بھی اجازت لے لیں کیونکہ انہوں نے حوصلہ تو سب کا بڑھا دیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اسی لئے ورنہ مجھے پتا تھا کہ آپ مجھے direct تو اجازت نہیں دیں گے۔میں نے قائد حزب اختلاف کو ہی دیکھ کر بات کرنا چاہی ہے۔

جناب سپیکر: مجھے نام تو پکارنے دیں۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
جناب سپیکر! یہ اپوزیشن بنچوں پر ہی تشریف لے آئیں کی آوازیں)

اگر یہی بات انہوں نے کر دی تو پھر آپ کیا جواب دیں گے۔میرے خیال میں دونوں آپس میں ہی لگے رہیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں کبھی کوئی ناجائز بات نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ابھی میاں محمود الرشید صاحب نے جو بات کی ہے یہ بالکل بجا ہے لیکن میں آپ کی تھوڑی سی توجہ مال روڈ کے جتنے business concern ہیں، جن کی وجہ آج یہ ہے کہ mostly business concern ہیں، میں ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ انہوں نے اپنے head offices یہاں سے بدل دیئے ہیں۔یہاں اب کوئی business نہیں ہے۔اگر آپ میرے ساتھ تکلیف کریں تو دیال سنگھ مینشن کے سامنے کا تمام علاقہ بالکل بند ہو چکا ہے، stores بند ہو گئے ہیں اور یہ روزانہ کا کام ہے کہ مال روڈ کو بند کیا جاتا ہے۔اس وقت جیل روڈ بھی بند ہے، کینال روڈ کی پوری ٹریفک بھی choke ہے۔ذرا غور کریں کہ اگر اسی طرح احتجاج ہوتے رہے تو لاہور میں business تو پھر نہیں ہو گا اور اگر business نہیں ہو گا تو کہاں سے revenue آئے گا؟ ٹیکس دینے والوں کے اوپر تنقید تو

بڑی کی جاتی ہے لیکن میں آج حکومت سے یہ پوچھتا ہوں کہ جو لوگ ٹیکس دیتے ہیں انہیں کوئی ریلیف ہے؟ بات تو بڑی اور تنقید بھی بڑی ہوتی ہے کہ یہ کر دیا اور وہ کر دیا۔ جب میں آپ سے اجازت لے کر کل تقریر کروں گا تو میں صرف آپ سے ایک بات چاہوں گا کہ اگر۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے وقت بتادیں کہ کس وقت آپ نے تقریر کرنی ہے؟ میں دیکھ لوں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! نہیں۔ وہ آپ کی مہربانی ہے اور آپ ہمیشہ شفقت کرتے ہیں لیکن جو تجاویز میں دینا چاہتا ہوں اس کے لئے مجھے وقت دیجئے گا۔ میں آپ سے یہ چاہتا ہوں کہ جو بھی حکومتی ذمہ داران ہیں ان کو بلا کر پوچھیں کہ لاہور میں business والوں یا رہنے والوں کا کوئی قصور ہے؟

جناب سپیکر! احتجاج کی بھی کوئی انتہا ہوتی ہے اور فرض کریں کہ وہ اگر handle نہیں ہو رہا تو کوئی ایک جگہ مخصوص کر دی جائے کہ جہاں پر وہ روزا پنا احتجاج کریں۔ ایک طرف کلرک احتجاج کر رہے ہوں، ایک طرف نرسیں کر رہی ہوں، ایک طرف ڈاکٹر کر رہے ہوں اور حکومت کی طرف سے بھی لوگ جا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: سب کو آپ تجویز کریں کہ آپ بھی اس قسم کا کام کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! نہیں۔ میں تو کر ہی نہیں سکتا۔ میرا تو stake ہے اور میرے ساتھ ہزاروں لوگوں کو بھی اللہ رزق دیتا ہے۔ میں کہاں کر سکتا ہوں؟ میں اگر کسی دن یہ سوچوں گا، میں خود تو دس سال کے لئے دنیا کے جس ملک میں بھی چاہوں جا کر عیش کروں لیکن مجھے ان ہزاروں لوگوں کی فکر ہے جن کا رزق اللہ نے میرے ساتھ لگایا ہے۔ خدا کی قسم! مال روڈ کے لوگوں کو بڑی پریشانی ہے اور باقی business concerns کو بھی۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ لاہور میں ٹریفک کے اس وقت جو حالات ہو گئے ہیں، اس وقت business تو لاہور میں نہیں ہو سکتا کیونکہ کوئی سڑک ایسی نہیں ہے جہاں ٹریفک چل رہی ہو۔ بات یہ ہے کہ ٹیکس دہندہ پر باتیں تو بڑی کی جاتی ہیں، وہ لوگ زیادہ تنقید کرتے ہیں جو خود اپنی جیب سے "نلکے" کا بل نہیں دیتے۔ خدا کی قسم! میں ذمہ داری سے بات کر رہا ہوں کہ جہاں پر ٹیکسیشن کی proposals بنتی ہیں، میں ان کی شکلیں دیکھتا ہوں کہ یہ خود کیا ٹیکس دیتے ہیں اور ہم ٹیکس دینے والے لوگوں کو ٹریفک کی کوئی سہولت نہ ہے۔ خدا نہ کرے کہ کسی ڈاکٹر سے کوئی واسطہ پڑ جائے تو اپنا ذاتی تعلق ہو گا تو ہم کام کروالیں گے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب! اپنی بات جاری رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ چاہتا ہوں کہ جو احتجاج ہو رہا ہے اس کے لئے حکومت کوئی ایک جگہ مخصوص کر دے۔ ہیلتھ والوں کے لئے، ایجوکیشن والوں کے لئے، کلرکوں کے لئے ایک جگہ ہو اور جتنے بھی محکمے ہیں ان کی agitation ضرور ہو لیکن ان سے وہاں نمٹا جائے۔ مال روڈ جہاں سے ہمیں ٹیکس ملتا ہے اور جہاں سے میں اور آپ بھی گزرتے ہیں، میری الحمدللہ پیچھے منٹگمری روڈ پر ایک اور کمپنی ہے اور اگر میرے پاس یہ راستہ نہ ہو تو میں شاید یہاں پر بھی نہیں آ سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل میں آپ کی بات کی تائید کرتا ہوں کہ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ واقعی لوگوں کو بہت پریشانی ہوتی ہے۔ جی، رانا منور غوث صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ مالی سال 16-2015 کا متوازن بجٹ پیش کرنے پر میں محترمہ وزیر خزانہ اور حکومت پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اس بجٹ میں تمام شعبہ ہائے زندگی کا احاطہ کیا گیا ہے اور عام آدمی کو ریلیف دیا گیا ہے اور کوئی بوجھ نہیں ڈالا گیا۔ جو گزشتہ سال گزرا ہے، اس میں حکومت پنجاب نے محکمہ لائیو سٹاک، محکمہ صحت اور محکمہ تعلیم میں عام آدمی کے لئے جو اقدامات کئے تھے وہ قابل تحسین ہیں۔ جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس میں بھی محکمہ لائیو سٹاک، صحت اور تعلیم میں عام لوگوں کو بہت سا ریلیف دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! صحت کے میدان میں BHU, THQ Hospitals اور DHQs کی ایمرجنسی میں public کو ادویات کی صورت میں جو provide facilities کی گئی ہیں اس پر پنجاب حکومت کو میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ Liver transplant کے لئے جو اقدامات کئے گئے ہیں، اس سال کے بجٹ میں وہ بہت ضروری تھے اور پنجاب حکومت سے میری گزارش ہے کہ وہ اس پر فوری طور پر عملدرآمد شروع کروائے کیونکہ اس وقت پنجاب کے liver کے عارضہ میں مبتلا مریضوں کو کبھی اسلام آباد جانا پڑتا ہے اور کبھی بیرون ممالک جانا پڑتا ہے اور لوگ afford نہیں کر رہے اس لئے میری گزارش ہے کہ اس پر وزیر خزانہ note فرمائیں کہ اس پر فوری طور پر عملدرآمد شروع ہونا چاہئے۔ پینے کے صاف پانی کے لئے اس بجٹ میں 11۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ پچھلے سال بھی بڑی خطیر رقم رکھی گئی تھی اُس پر بہت سا کام ہوا ہے 70 فیصد آبادی جو دیہاتی آبادی پر مشتمل ہے وہاں پینے کے پانی کا بہت مسئلہ ہے چونکہ میں بھی ایک rural background سے تعلق رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر! آپ کا ضلع راجن پور بھی صاف پانی سے بہت سی جگہوں پر محروم ہے یہ پانی اللہ تعالیٰ کی لازوال نعمت ہے جس کی جتنی بھی قدر کی جائے کم ہے۔اس وقت جتنے بھی دیہاتی اور شہری علاقے ہیں اُن میں زیادہ کوشش کر کے جس طرح سے ہمارے وزیر اعلیٰ دن رات کوشش کر کے میٹرو بس سروس کے لئے efforts کر رہے ہیں، دن رات کوشش کر کے انرجی سیکٹر کو بہتر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، دن رات اُن کی کوشش ہے کہ صحت کی سہولیات لوگوں کو مہیا کی جائیں اسی طرح سے میری پنجاب حکومت سے گزارش ہے کہ پینے کے صاف پانی پر خصوصی توجہ دی جائے اگر یہ بجٹ 11۔ارب روپے سے 22۔ارب روپے کر دیا جائے تو کوئی مضائقہ والی بات نہیں ہے کیونکہ آپ اس وقت دیہاتی زندگی دیکھیں، شہری زندگی دیکھیں اگر آپ نے بیماریوں کو کنٹرول کرنا ہے، اگر آپ نے عام شہری کی زندگی کو بہتر بنانا ہے تو زیادہ سے زیادہ صاف اور بہتر پانی کی فراہمی بہت ضروری ہے۔دیہاتوں اور شہروں میں DHQ level،BHU level،THQ level آپ نے اگر ہسپتال میں مریضوں کی تعداد کو کم کرنا ہے تو صاف پانی کی فراہمی اس وقت از حد ضروری ہے۔پولیس، داخلہ اور ایس اینڈ جی اے ڈی کے محکمہ جات کی کارکردگی کو مزید بہتر کرنے کے لئے reforms کرنے کی ضرورت ہے، قائد محترم نے یہ اعلان فرمایا تھا اور اُن کا یہ وژن ہے کہ ہم نے پولیس کلچر کو تبدیل کرنا ہے۔

جناب سپیکر! پولیس کلچر کو بہتر کرنے کے لئے اقدامات کی ضرورت ہے تو یہ خواب اُسی وقت شرمندہ تعبیر ہو سکتا ہے جب ہم اس کی طرف عملی اقدامات کریں گے۔مجھے امید ہے کہ انشاءاللہ قائد محترم اس کے لئے فوری طور پر اقدامات کریں گے جس طرح انہوں نے دوسرے شعبوں میں بہتری لانے کی کوشش کی ہے تو پولیس اور ایس اینڈ جی اے ڈی اور داخلہ کا جو ڈیپارٹمنٹ ہے اس میں یقیناً اچھے اقدامات کرنے سے مثبت تبدیلیاں ضرور آئیں گی۔اس وقت ہمارے پنجاب میں وزیر اعلیٰ نے ایک initiative لیا ہے جو خادم پنجاب روڈ سیکٹر پروگرام شروع کیا ہے اُس سے دیہاتیوں کی زندگیاں بدلنے کے لئے بہتر کوشش کی گئی ہے۔اس وقت پنجاب کے دیہاتوں میں یہ خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ہم بھی جب صوبائی سڑکوں پر ایک بڑے division سے province تک سفر کرتے تھے تو ہم کارپٹ روڈ پر سفر کرتے تھے۔اب دیہاتوں کے لوگ بھی، پنجاب کے عام شہری بھی کارپٹ سڑکوں پر سفر کریں گے اس کے ساتھ ساتھ میری یہ بھی گزارش ہے کہ جو تحصیل ہیڈ کوارٹر سے ڈسٹرکٹ تک سڑکیں جا رہی ہیں اُن کی مرمت کے لئے بھی سالانہ فنڈز رکھے جائیں۔ہم سڑکیں بناتے ہیں کروڑوں

اور اربوں روپے کے فنڈز خرچ کرتے ہیں لیکن اُن کی maintenance کی طرف توجہ نہیں دی جاتی۔ میں محترمہ وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ جو سڑکیں آپ بناتے ہیں اُن کی maintenance کی طرف بھی توجہ دیں۔ ہر سال ایک بجٹ اس کے لئے مختص ہو تاکہ پنجاب حکومت کے کروڑوں اربوں روپے ضائع نہ ہوں بلکہ چند لاکھوں سے اُس کی maintenance کرکے کروڑوں اور اربوں روپے بچائے جاسکیں۔ محکمہ ریونیو کا جو computerize نظام روشناس کروایا گیا ہے جس کے لئے قائد محترم نے دن رات efforts کر کے لوگوں کو پٹواری کے چُنگل سے نکالا ہے، ریونیو ڈیپارٹمنٹ کے چُنگل سے نکالا ہے لیکن وہ ابھی پوری طرح سے اُس چُنگل سے نہیں نکل پائے اس میں بہت سی کمزوریاں اور خامیاں ہیں اُن کو دور کرنے کی بے حد ضرورت ہے۔ پہلے لوگ پٹواری کے پاس جاتے تھے اور اُن سے جا کر request کرتے تھے وہ فرد جاری کر دیتا تھا اب چھ چھ دن لوگوں کو کمپیوٹر سنٹر کے باہر کھڑا ہونا پڑتا ہے اور اُس میں پٹواری اور کمپیوٹر والوں نے ایک mechanism بنایا ہوا ہے اُس میں reforms کی ضرورت ہے، اُس میں تبدیلی لانے کی ضرورت ہے اور اُس کو ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے تو مجھے امید ہے کہ جو روزمرہ کی مشکلات لوگوں کو پیش آرہی ہیں اس کی طرف توجہ دی جائے گی۔ زمینداروں پر ایک ٹیکس کی شرح مقرر کی گئی ہے یہ 1997 سے ہے یہ اُس وقت ریونیو generate کرنے کے لئے متعلقہ تحصیلوں کے اسسٹنٹ کمشنر اور ڈسٹرکٹ کنٹرولر جو ہیں وہ efforts کر رہے ہیں کہ اس ٹیکس کو collect کیا جائے اُس سے عام زمیندار اور عام کاشتکار disturb ہو رہا ہے۔ اس کو اس قانون کے متعلق پتا نہیں تھا، اُس کو awareness نہیں تھی تو اس میں آپ کی وساطت سے میں محترمہ وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ آپ بڑے زمینداروں سے ضرور ٹیکس لیں جو یہ afford کر سکتے ہیں لیکن جو چھوٹا کسان ہے جو چھوٹا زمیندار ہے اُس کی حالت زار پر رحم کھایا جائے جیسا کہ میرے فاضل ممبران بھائیوں نے پہلے بھی گزارشات کی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! wind up کر دیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں wind up کر رہا ہوں میرے چند ایک پوائنٹ رہ گئے ہیں تھوڑی سی مہربانی فرمادیں۔ اس وقت جو ہماری خریف کی فصل گزری ہے اُس میں ہمارا کوئی پرسان حال نہیں تھا۔ ہماری فصل کو بہتر طریقے سے collect نہیں کیا گیا باردانہ فوری طور پر بند کر دیا گیا جو اس وقت ہم نے گندم کی فصل کاشت کی ہے اور جو پچھلی دفعہ چاول کی فصل کاشت ہوئی تھی اُس میں بھی زمینداروں کو بہت نقصان ہوا ہے۔ ہمارا گنے کا جو کاشتکار ہے وہ بھی dishearten ہو

رہا ہے کیونکہ اُس کو وقت پر payment ملتی ہے اور نہ ہی اُس کو proper rate مل رہا ہے تو اس کے لئے reforms لانے کی ضرورت ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! بہت شکریہ۔ آپ باقی تجاویز لکھ کر محترمہ وزیر خزانہ کو دے دیں۔ جی، چودھری محمد یوسف کسیلیہ صاحب!

چودھری محمد یوسف کسیلیہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے بجٹ 16-2015 پر اظہار خیال کا موقع دیا اور اس کے ساتھ ہی میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ نے ایک متوازن بجٹ اس حوالے سے پیش کیا کہ تمام شعبہ ہائے زندگی کو اس میں ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ اس دفعہ ڈویلپمنٹ کے بجٹ کا حجم بڑھایا گیا ہے اور current expenditure جو ہے اُس کو بہت slight سا بڑھایا گیا ہے جس کی وجہ سے آج ہم نے 400۔ارب روپے کا ڈویلپمنٹ بجٹ دیا ہے اور یقیناً یہ بہت بڑا بجٹ ہے۔ یہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی دن رات محنت کا نتیجہ ہے اگر ہم دیکھیں تو current expenditure میں slight سا difference اور ڈویلپمنٹ بجٹ میں 16 percent growth rate نظر آرہا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم نے expenses کم کر کے اس ڈویلپمنٹ بجٹ کو بڑھانے کی کوشش کی ہے اور الحمدللہ اُس میں کامیابی ہوئی ہے۔ صحت، سکول، زراعت اور جتنے بھی ہمارے محکمہ جات ہیں اُن کی ڈویلپمنٹ میں ہمیں معاونت حاصل ہوگی اسی طرح زراعت کے حوالے سے اگر دیکھا جائے تو no doubt زراعت میں بہت بڑی achievement پچھلے ادوار میں حاصل ہوئی اور یقیناً پہلے بھی اس پر بہت کام ہو چکا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ 45 فیصد ہمارے ملک کا جو دیہاتی area ہے وہ اسی سے روزگار کماتا ہے اور اگر ملکی level پر دیکھا جائے تو 60 فیصد جو ریونیو ہے ہمیں باہر سے اسی زراعت کی export سے ملتا ہے اس لئے ہمیں ہر لحاظ سے زراعت پر توجہ دینا ہوگی جیسا کہ ہم نے چھوٹے کاشتکاروں کے لئے سبسڈی پر ٹریکٹر اور جدید آلات کے لئے پیسے رکھے ہیں اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ اریگیشن کے لئے جو گورنمنٹ کا پراجیکٹ ہے Punjab Irrigated-Agriculture Productivity Improvement Project اس میں 21۔ارب روپے کی خطیر رقم رکھی گئی ہے تاکہ آنے والے وقت میں نہروں اور کھالہ جات کو پختہ کیا جا سکے۔ اس میں احسن اقدام یہ اٹھایا گیا ہے کہ جو پہلے کھالہ جات ہم 30 فیصد پختہ کرتے تھے وہ اب 50 فیصد پختہ ہوں گے۔ ٹیکنیکل ٹیموں کی سروے رپورٹ کے مطابق اس میں سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اگر 50 فیصد کھال کو پختہ کر دیا جائے تو تقریباً 90 فیصد پانی

کے loses cover ہو جاتے ہیں۔ان ساری چیزوں کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ زراعت کے شعبہ میں جب تک ہم input سستی نہیں کرتے اس وقت تک کسان کے دکھ کا مداوا نہیں کیا جاسکتا۔ ہمارے مقابلے میں انڈیا بیٹھا ہے وہاں پر input سستی ہے، export cheep پڑتی ہے اس وجہ سے ساری دنیا میں وہاں سے export ہو رہی ہے اور ہمارے ملک سے نہیں ہو رہی ہے۔ اگر ہم input سستی کریں گے تو ہمارے کاشتکار بھی سکون کی روٹی کھا سکیں گے اور ملک بھی ڈالر کما سکے گا۔

جناب سپیکر! اپوزیشن کو چاہئے کہ مخالفت برائے مخالفت نہ کریں، وہ ہر وقت جو مخالفت کا رونا پیٹتے ہیں وہ نہ پیٹیں۔ انہوں نے اتنا بڑا بجٹ پڑھا ہے اس میں کوئی تو ایسی بات ہو گی جو ان کے دل کو اپیل کرتی ہو گی لیکن ان کا دل اتنا تنگ ہے کہ انہیں حکومت کی کسی بھی بات کو سراہنے کی ہمت نہیں ہو رہی۔ اسی طرح صحت اور تعلیم کے میدان میں پیسے رکھے گئے ہیں۔ 166۔ارب 13 کروڑ روپے صحت کے لئے رکھے گئے ہیں جس سے THQ, DHQ اور RHC کی سطح پر سہولیات کا criterion بڑھایا جا چکا ہے۔ اسی طرح اب BHU کو بھی حکومت پنجاب خود چلانے کا سوچ رہی ہے اور وہاں پر بھی 24 hours facilities provide کرنا چاہ رہی ہے جو کہ وزیراعلیٰ پنجاب کی انتھک کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اسی طرح تعلیم کے میدان میں بہت کام ہو چکا ہے اور مزید رقم رکھی گئی ہے تاکہ سکولوں کی repairing، نیا سٹاف، toilets block کی کمی، نئی بلڈنگوں کی تعمیر کی جاسکے اور یہ سارے فنڈز کمیٹیوں کے ذریعے خرچ کرنے ہیں تاکہ تعلیم کو بہتر کیا جاسکے۔ ہماری اپوزیشن جماعت یہاں پر تعلیم کو highlight تو کرتی ہے مگر دانش سکولوں کو تنقید کا نشانہ بھی بناتی ہے۔ اگر انہیں خود اپنے بچوں کو پڑھانا ہو تو ایچیسن کالج میں پڑھاتے ہیں اگر کسی ریموٹ ایریا میں دانش سکول بن جائے جس سے کم آمدنی والا آدمی اپنے بچوں کو تعلیم حاصل کروا سکے اس کے بچے ایچی سن کے لیول پر تعلیم حاصل کرلیں تو وہ ان کو شاید گراں گزرتا ہے اور وہ اس کو اچھا نہیں سمجھتے۔ اسی طرح میٹرو بس سروس ہے۔ آپ دیکھیں کہ یہ لاہور میں مکمل ہوئی اور کامیابی سے چل رہی ہے اسی طرح راولپنڈی میں بھی پراجیکٹ مکمل ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

چودھری محمد یوسف کسیلیہ: جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہوں گا کہ میرا حلقہ پی پی۔232 ہے اور یہ سب تحصیل ہے۔ وہاں پر 1911 میں 9 تحصیلیں بنی تھیں، آس پاس کے سارے شہر تحصیل میں تبدیل ہو چکے ہیں جبکہ یہ شہر کے پاس ہے اور آج بھی سب تحصیل کا درجہ ہے میری request ہو گی کہ اس کو اپ گریڈ کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ منسٹر صاحبہ کو تحریری طور پر تجاویز دے دیں۔ چودھری اشرف علی انصاری!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جاوید اختر صاحب!

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں حلقہ پی پی۔195 میں رہتا ہوں وہاں سے میٹرو بس گزر رہی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو مبارک ہو۔

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! خیر مبارک۔ وہاں سے میٹرو بس گزر رہی ہے، وہاں جو آبادی ہے وہ تقریباً دو ڈھائی لاکھ کی ہے۔ اس آبادی میں کسی قسم کی کوئی سہولت نہیں ہے۔ ان علاقوں میں کسی قسم کی کوئی روڈ نہیں ہے حتیٰ کہ اگر کسی کی فوتید گی ہو جائے تو جنازہ لے جانے میں بھی بہت دشواری ہے۔ پہلے ان علاقوں کو سہولت دی جائے۔ تقریباً ساٹھ سال جب سے پاکستان بنا ہے وہاں کوئی ترقیاتی کام نہیں ہوا۔ اگر ہم ایم ڈی واسا کے پاس جاتے ہیں، ڈی سی او کے پاس جاتے ہیں اور ہم نے بہت سی درخواستیں بھی دے رکھی ہیں تو ان پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوتا۔ میں آپ سے یہی اپیل کرتا ہوں کہ ان سے عملدرآمد کرائیں۔ جو علاقوں کی آبادیاں ہیں، شاہ رکن عالم وہ شہر کا علاقہ ہے، نیو ملتان اور اس کے پاس کی آبادیاں، سحر کالونی، شریف پورہ، محمد پورہ وہاں کسی کے پاس مالکانہ حقوق ہے کسی کے پاس نہیں ہے۔ وہاں سیوریج کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ جب ہم صبح اٹھتے ہیں تو سب سے پہلے موبائل پر یہی اطلاع ملتی ہے کہ فلاں علاقے میں گٹر بند ہے وہ کھلوادیں۔ بتاؤ، یہ کوئی کام ہے؟ جو ایم ڈی واسا ہے اس نے دو سالوں میں کسی قسم کا کام نہیں کیا۔ جو بھی بجٹ رکھا جاتا ہے ہم کہتے ہیں کہ اس کو خرچ ہونا چاہئے اور کام ہونا چاہئے لیکن اس علاقے میں کسی قسم کا کوئی کام نہیں ہو رہا ہے اس لئے ہم جناب سے اپیل کرتے ہیں کہ ان علاقوں میں سروے کرایا جائے اور وہاں پر لوگوں کی جو بھی ضروریات ہیں وہ پوری کی جائیں۔ جو ہمارے سے ہارے ہوئے ایم پی اے ہیں ان کو ترجیح دی جاتی ہے جبکہ لوگوں کو جب بھی کوئی مسئلہ ہوتا ہے تو ہمارے گھروں کے دروازے کھٹکتے ہیں اور اُن کا جواب ہم دیتے ہیں۔ یہ ہمارے ساتھ زیادتی ہے اور ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں جناب سے اپیل کرتا ہوں کہ ڈی سی او کو کہیں کہ ہمارے علاقے کا سروے کرائیں، ایم ڈی کو کہیں کہ وہ سروے کرائیں۔ اس علاقے میں سیوریج اور لائٹنگ کا کوئی ریلیف نہیں ملتا۔ کیا ان لوگوں نے کوئی جرم کر لیا ہے؟ ہم خیبر پختونخوا میں ان کے ایم پی ایز کو پورا فنڈ دے رہے ہیں اور ہمیں یہاں کیوں فنڈ نہیں دیا جاتا؟ میں جناب سے اپیل کرتا ہوں کہ ہمیں فنڈز دیئے جائیں تاکہ ہم

لوگوں کے کام کرا سکیں۔جب ہمارے علاقوں میں کام ہوں گے تو ہم تنقید کیوں کریں گے؟ جناب سے اپیل ہے کہ ہمارے علاقے میں سروے کرایا جائے۔ڈی سی او کو کہیں سب کو کہیں کہ ہمارے علاقے کے جو کام ہیں مہربانی کر کے وہاں کام کریں کیونکہ یہ شہر کے علاقے ہیں ان کے بہت جلد آرڈر کریں۔ بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترمہ نے نوٹ کر لیا ہے۔آصف محمود صاحب!آپ بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! جی، میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بات کریں۔

جناب آصف محمود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ محترمہ وزیر خزانہ یہاں پر تشریف فرما ہیں میں اپنی گفتگو کے آغاز میں ان کے سامنے ایک بات رکھوں گا۔ جو بجٹ پیش ہونے کا process ہے، میری یہ request ہے اور میرے سے پہلے بھی معزز ممبران نے یہ بات کی ہے کہ کم از کم آپ International Standard چیک کر لیں اس بجٹ کو کم از کم تین چار ماہ پہلے present ہونا چاہئے۔یہ جو اتنی بڑی بڑی books باہر بھی رکھی ہوئی ہیں جو ممبران بڑی مشکل سے اٹھا کر لے جا رہے تھے میں یہ سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی باشعور آدمی اس چیز کو ماننے کے لئے تیار نہیں کہ دو دن کے اندر ان books کو کوئی پڑھنے کے قابل ہو گا اس طرح سے یہ کروڑوں روپے کا حکومتی خزانہ ضائع ہو رہا ہے۔ میری request ہے کہ آئندہ سالوں کے لئے اگر آپ اس بجٹ کو دو تین ماہ پہلے present کریں اور اس پر یہاں بیٹھ کر بحث ہو تو ان کو خود سے بہت ساری خامیاں نظر آئیں گی جن کو یہ اچھے طریقے سے حل کریں گے جو لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے کافی کارگر ثابت ہو گی۔

جناب سپیکر! میں اس کے بعد بات کرنا چاہوں گا کہ دو سال سے ہم حکومتی priorities کی بات کرتے چلے آ رہے ہیں۔ میرے جتنے بھی معزز ممبران حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے ہیں ان کی تقریر جو شروع ہوتی ہے وہ اس طرح سے شروع ہوتی ہے کہ "چاول تو بڑے مزے کے ہیں" لیکن تھوڑا آگے چل کر کہتے ہیں کہ "رہ تھوڑے کچے گئے ہیں"۔ خود سے یہ تعریف شروع کرتے ہیں اور جب اپنے علاقے پر بات آتی ہے تو خود اس چیز کا اعتراف کرتے ہیں کہ حکومت deliver کرنے میں ناکام ہے۔ وہ ترجیحات جن کی ہم دو سال سے بات کر رہے ہیں، جو حکومت کی priorities ہوتی ہیں، وہ تو کوئی بھی حکومت ہو، جو بھی باشعور لوگ ہوں وہ priorities رکھتے ہیں کہ انسان کو بنیادی سہولیات زندگی پہلے ملنی چاہئیں۔ ہمیں دانش سکول پر بھی اعتراض نہیں ہے اور میٹرو سے بھی اعتراض نہیں ہے لیکن

راولپنڈی کے اندر ابھی recently میٹرو دی ہے۔ محترمہ وزیر خزانہ بیٹھی ہوئی ہیں پورے پنجاب کا ہائر ایجوکیشن کا بجٹ اٹھالیں، پورے پنجاب کا سپیشل ایجوکیشن کا بجٹ اٹھالیں اور پورے پنجاب کا ہیلتھ کا بجٹ اٹھالیں لیکن صرف راولپنڈی کی میٹرو بس پر اس سے زیادہ رقم خرچ کی گئی۔ یہ کہاں کا شعور اور کہاں کی عقل ہے کہ آپ کی جو بنیادی چیزیں ہیلتھ اور ایجوکیشن ہیں۔ آپ نے اس کے لئے جو رقم رکھی تھی اور وہ آپ نے 50 فیصد سے کم خرچ کی۔ اگر آپ پر میٹرو کا جنون سوار ہے تو براہ مہربانی پنجاب کے اندر گورنمنٹ میٹرو سکول کھول دیں، گورنمنٹ میٹرو ہسپتال کھول دیں، یہ سب میٹرو کے نام سے کھول دیں اور لال کلر کا paint کر دیں لیکن آپ بنیادی چیزیں مہیا کریں۔

جناب سپیکر! میں راولپنڈی پر دوبارہ بات کرنا چاہوں گا کیونکہ محترمہ وزیر خزانہ بیٹھی ہوئی ہیں اور میں ایجوکیشن کے حوالے سے ان کے سامنے دو تین پوائنٹس رکھوں گا کہ جہاں سے راولپنڈی کی یہ میٹرو start ہوتی ہے۔ اگر آپ اس سے ایک کلو میٹر پیچھے چلے جائیں تو گورنمنٹ پرائمری سکول ڈھیری حسن آباد ہے یہ میرا حلقہ بالکل کنٹونمنٹ پر مشتمل ہے اور شہری علاقہ ہے اور میں کسی دیہات کی بات نہیں کر رہا۔ اگر یہ اس سکول کا خود visit کریں یا وہاں پر کسی بھی شخص کی responsibility لگائیں اور وہ وہاں پر جائیں۔ آپ یقین کریں کہ اس گرمی کے موسم کے اندر ٹین کی چھت کے نیچے چھوٹی چھوٹی بچیاں جس طرح سے سسکتی اور بلکتی میں نے دیکھی ہیں، آپ اس سے ایک کلو میٹر آگے جائیں تو ہمارے سامنے AC والی میٹرو کھڑی ہوتی ہے جس پر اربوں روپے لگا ہوتا ہے۔ یہ وہ شہر ہے کہ جس کے اندر لوگوں کو دفن کرنے کے لئے قبر نہیں ملتی اور ہم نے بار ہا identify کیا کہ ہمارے پورے شہر کے اندر قبرستان کا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اور اگر کسی کو کوئی سفارش کروانے کے بعد کوئی قبر مل بھی جاتی ہے تو 16 ہزار روپے اس کی قیمت مختص ہے۔ ہم نے اس پر بھی اسمبلی کے اندر بات کی تھی لیکن بڑے افسوس اور دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم نے تو میٹرو بنانی ہیں اور دانش سکول بنانے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں نے اپنے ہی حلقے کے اندر دو کالج ایک گرلز اور ایک بوائز جو کہ چودھری پرویز الٰہی کی حکومت میں initiate ہوئے۔ میں نے 2013 میں اسمبلی میں اس پر ایک سوال کیا، میں محترمہ وزیر خزانہ کی توجہ چاہوں گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ بات کریں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں نے اسمبلی کے اندر ایک سوال کیا جس کا ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے مجھے جواب آیا کہ 3 کروڑ 42 لاکھ روپے اس پر خرچ ہو چکا ہے اور اس کی مزید تکمیل کے لئے 18 لاکھ روپے کی رقم چاہئے تھی لیکن بجٹ ہمارے پاس موجود نہیں تھا تو وہ رقم فراہم نہیں کی جا سکی جس کی وجہ سے کام نامکمل رہ گیا اور موجودہ مالی سال میں وہ سمری چیف منسٹر صاحب کو بھجوائی ہے۔

جناب سپیکر! دو سے تین سال مزید گزر گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر آپ personally notice لیں، وہ کالجز بالکل بنے ہوئے ہیں۔ مجھے نہیں سمجھ آ رہی کہ اتنی تنگ نظری سے میرا بھائی یہاں پر کھڑا ہو کر کہہ رہا ہے کہ اپوزیشن تنگ نظری کا مظاہرہ نہ کرے۔ آپ کو اللہ نے اختیار دیا ہوا ہے، آپ کے پاس ایک منصب ہے اور کل کو پوچھ بھی آپ سے ہوگی۔ مجھے کل اس side سے الحمدللہ کا ورد بڑے اچھے طریقے سے سنائی دے رہا تھا اور یہ بڑا اچھا ورد ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ براہ مہربانی استغفراللہ کا بھی ورد کیا کریں کیونکہ جو لوگ آج پنجاب کے اندر پس رہے ہیں تو اس کی پوچھ بھی کل اللہ نے آپ سے کرنی ہے۔ یہ تو دو کالج ڈھوک سیداں کے اندر ہیں اور اس پورے حلقے کے اندر کوئی ایک بوائز کالج نہیں ہے۔ اگر یہ کسی نے غلطی کر لی تھی تو اس کی تکمیل کے لئے آپ اپنا کوئی اثر ورسوخ استعمال کریں شاید ہمارے علاقے کی کوئی بھلائی ہو جائے۔

جناب سپیکر! میں نے 2013 میں اپنے حلقہ پی پی۔9 کے حوالے سے اس اسمبلی میں سوال دیا تھا جو پچھلے سیشن میں take up ہوا لیکن اس کی باری نہیں آ سکی اور وہ lapse ہو گیا۔ اس میں، میں نے بڑا سادہ سوال پوچھا تھا کہ حلقہ پی پی۔9 کے اندر پنجاب حکومت کے کتنے ہسپتال اور کتنی ڈسپنسریاں موجود ہیں تو مجھے ایک بڑا سادہ جواب دے دیا گیا کہ حلقہ پی پی۔9 کنٹونمنٹ کے پاس ہے تو لہذا یہاں پر پنجاب حکومت کا کوئی سرکاری ہسپتال ہے اور نہ ہی سرکاری ڈسپنسری ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے لوگ ادھر رہتے ہیں اگر کنٹونمنٹ بورڈ نے initiative نہیں لیا اور اگر میں elect ہو کر یہاں پر آیا ہوں، اگر وہ علاقہ کنٹونمنٹ کے پاس ہے تو میں کنٹونمنٹ میں الیکشن لڑتا اور میں صوبائی اسمبلی پنجاب میں اپنے لوگوں کی کیا نمائندگی کرنے آیا ہوں کہ اس پورے حلقے کے اندر ایک ڈسپنسری اور ایک ہسپتال نہیں ہے۔ یہ وہ حلقہ ہے جہاں سے میٹرو شروع ہوتی ہے۔ آپ نے اربوں روپیہ اس قوم کا میٹرو پر خرچ کیا لیکن راولپنڈی کے اندر پانی کا مسئلہ بہت زیادہ ہے اور اب پھر دوبارہ سے گرمی شروع ہو گی تو اس پر بھی تھوڑی سی رقم خرچ کر دیں شاید کہ کوئی غریب لوگوں کی آپ کو دعا لگ جائے۔

جناب سپیکر! میں آخری بات یہ کرنا چاہوں گا کہ بجٹ کے اندر جو block allocation ہوتی ہے یہ خود سے ثابت کرتی ہے کہ جو بھی کوئی financial expert ہے اس نے اپنی ناکامی تسلیم کی کہ اس کے پاس کوئی سکیم، کوئی پراجیکٹ اور کوئی پلان نہیں ہے۔ وہ allocate کر دی جاتی ہے اور اس کے بعد پھر وہی صوابدیدی اختیار استعمال کیا جاتا ہے اور پھر وہ رقم خرچ کی جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آصف محمود صاحب! بہت شکریہ۔ محترمہ نسرین نواز صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ میرے خیال میں محترمہ زیب النساء اعوان صاحبہ بھی چلی گئی ہیں۔ انہوں نے تقریر آج نہیں کرنی۔ جناب احمد خان بلوچ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جی، قاضی عدنان فرید صاحب! آپ اپنی بات کریں۔

قاضی عدنان فرید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں سب سے پہلے محترم وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، ان کی فنانس کی ٹیم، ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور پی اینڈ ڈی کی ٹیم کو خصوصی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اتنا خوبصورت اور متوازن بجٹ پیش کیا۔ یقیناً یہ ان کی کوشش، عرق ریزی اور چیف منسٹر کے وژن کا نتیجہ ہے۔ میں ایک منفرد اعزاز پر محترمہ وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ چیف منسٹر نے پاکستان کی تاریخ میں ایک منفرد اقدام اٹھایا اور ایک اہل خاتون کو فنانس منسٹری کے منصب پر فائز کیا جو کہ یقیناً پنجاب اور پاکستان کے لئے ایک اعزاز کی بات ہے۔ میری توقع تو اپوزیشن سے بھی یہی تھی کہ گورنمنٹ کے اس spirit کو appreciate کریں گے اور یقیناً ستائش کریں گے کہ ہمارے ملک میں ماشاء اللہ خواتین اتنا excel کر رہی ہیں کہ وہ پنجاب کے اندر اب اس شعبہ کو ہیڈ کر رہی ہیں۔ یقیناً اختلاف جمہوریت کا حسن ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اختلاف اصلاح کے لئے ضروری عمل بھی ہے لیکن جس قسم کا اختلاف بجٹ تقریر کے دوران نظر آ رہا تھا وہ یقیناً میں سمجھتا ہوں کہ افسوس کی بات ہے۔ وہ اپنی تجاویز پیش کریں، بے شک وہ حکومتی پالیسی سے اختلاف رکھتی ہوں وہ پیش کریں لیکن ہمارے ان تین سالہ حکومت کے دوران جو budgets پیش ہوئے ہیں یہ کوئی عام budgets نہیں ہیں۔ اس بجٹ کے اندر ایک وژن کو سامنے رکھ کر منصوبے ترتیب دیئے گئے ہیں۔ یہ بجٹ اس طرح کے نہیں ہیں کہ میرے حلقے کے لئے انہوں نے ترتیب دے دیا کہ یہ ترقیاتی منصوبہ اس بجٹ کے اندر اس حلقے کے لئے ہیں یا یہ صرف لاہور specific budget ہے یا یہ کوئی راولپنڈی specific budget ہے یا یہ بالخصوص کوئی ساؤتھ specific budget ہے۔ یہ پنجاب کی ترقی کو مدنظر رکھ کر بجٹ بنایا گیا ہے جو کہ میں سمجھتا

ہوں کہ پاکستان کی history میں ایک مثالی حیثیت رکھتا ہے۔ ہم نے پچھلے بجٹ کے اندر aim کیا ہے اور ہم نے اس بجٹ کے اندر بھی اس چیز کو determine کیا ہے کہ ہم جس سال اپنے election year میں جارہے ہوں گے تو اس وقت تک ہم نے پنجاب کی growth کو 72.8 فیصد پر لے کر جانا ہے۔ ہم نے اس بات کو مدنظر رکھا ہے کہ public sector investment کو ڈبل کرنا ہے، ہم نے ہر سال دس ملین jobs create کرنی ہیں اور ہم نے اس قسم کے منصوبے بنانے ہیں جو کہ اس قسم کی growth کی طرف ہمارے پنجاب کو لے کر جائیں۔ ہماری جو international commitments ہیں اور جو millennium developments goals ہیں جو کہ اب sustainable goals میں تبدیل ہو گئے ہیں انشاء اللہ ہم نے ان commitments کو comply کرنا ہے تو میری اپوزیشن سے یہ درخواست ہے کہ وہ دیکھیں، بیٹھیں، شیڈو کابینہ بنائیں۔ یہ دیکھیں کہ ہماری گورنمنٹ کن کن شعبوں کے اندر کیا کیا interventional کر رہی ہے۔ ہم نے دو ملین گریجویٹس کو ہر سال تیار کرنا ہے جو کہ باہر جا کر اپنے ملک کے اندر زر مبادلہ لے کر آئیں۔ انشاء اللہ اس سال ہمارے ایک لاکھ سے زائد ٹیکنیکل گریجویٹس قطر جائیں گے۔ ہم نے 4۔ارب روپے لوگوں کو skilled کرنے کے لئے اس بجٹ میں رکھے ہیں تاکہ لوگوں میں skill پیدا کر کے انہیں باہر بھجوایا جائے گا۔ اس فنڈ میں سے 2 بلین روپے TEVTA کے پاس جائیں گے جو کہ TEVTA خرچ کرے گا۔ ایک بلین روپے TDF میں جائے گا۔ ایک بلین روپے TVTC کے لئے ہوں گے۔

جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ ذرا باقی صوبے بھی ہماری پالیسی کا موازنہ کریں اور یقیناً پنجاب کی policies ان کے لئے torchbearer ثابت ہوں گی۔ آپ بالکل اختلاف کریں اور میں پھر یہ بات repeat کروں گا کہ اختلاف جمہوریت کا حسن ہے، اختلاف بہتری کے لئے ہونا چاہئے اور اختلاف بغیر پڑھے اور بغیر دیکھے نہیں ہونا چاہئے۔ اس کے علاوہ ہمارا پنجاب دوسرے صوبوں کے لئے بھی feel کرتا ہے، ہمارے بلوچستان کے بھائیوں کے لئے feel کرتا ہے۔ اگر آپ دیکھیں گے تو اس بجٹ کے اندر آپ کو نظر آئے گا کہ پنجاب نے اپنے بلوچ بھائیوں کی handholding کی ہے۔

جناب سپیکر! انشاء اللہ تعالیٰ 2 بلین روپے کے پراجیکٹس ہم اس سال اپنے بلوچ بھائیوں کے لئے complete کریں گے۔ اس کے علاوہ پنجاب ایک زرعی خطہ ہے زراعت کو ترویج دیئے بغیر زراعت کی بہتری کے بغیر ہم سمجھتے ہیں اور ہماری حکومت یہ سمجھتی ہے کہ ہم ترقی نہیں کر سکتے۔ زراعت کی irrigation backbone ہے، ہم نے پچھلے سال 35 بلین روپے اس مد میں رکھے تھے

اس سال پھر ہم نے 35 بلین روپے اپنے اریگیشن پراجیکٹس کو بہتر کرنے کے لئے مختص کئے ہیں۔ میں مبارکباد پیش کرتا ہوں چیف منسٹر صاحب کو، ان کے وژن کو اور ان کی ٹیم کو کہ انہوں نے 52 بلین روپے کی خطیر رقم Rural Roads کے لئے رکھی ہے اور یہ وہ roads ہیں جس کی پاکستان کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی کہ بارہ فٹ چوڑی Carpeted Roads with treated shoulders بنائے جائیں گے جس کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

جناب سپیکر! جب تک آپ کے ملک میں infrastructure development نہیں ہو گی کوئی بھی ملک اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا۔ ہم آج کی نہیں سوچ رہے یقیناً ہم آج کی بھی سوچ رہے ہیں لیکن ہم آنے والے سالوں کی سوچ کو مدنظر رکھ کر چل رہے ہیں۔ مجھے یہ بتائیں، میں نے سنا ہے کئی لوگ اختلاف کرتے ہیں کہ ملتان میں میٹرو نہیں بنی چاہئے کیوں نہیں بنی چاہئے؟ کیا ہم نے آگے ترقی نہیں کرنی کیا ملتان نے growth نہیں کرنی کیا ملتان کے اندر ٹرانسپورٹ کی سہولیات نہیں ہونی چاہئیں؟ بالکل ہونی چاہئیں اور ہمارے چیف منسٹر پورے پنجاب کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں۔ اگر ہم نے لاہور کے اندر میٹرو بنائی ہے اگر ہم نے پنڈی اسلام آباد کے لوگوں کو سہولت پہنچائی ہے تو یقیناً ہم جنوبی پنجاب کے لوگوں کو بھی سہولت پہنچانا چاہتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں پنجاب کے عوام کے لئے ایک بہترین خوشخبری دینے لگا ہوں جو پنجاب کے دیہی عوام ہیں، یقیناً ہمارے شہروں میں بھی واٹر سپلائی کی ضرورت ہے یقیناً ہمارے بڑے سنٹرز کے اندر بھی واٹر سپلائی کی سہولت ہے لیکن اگر ہم ان سہولیات کا تقابل اپنے دیہات کے ساتھ کریں تو ہمارے دیہات کافی پیچھے ہیں لیکن ان دیہات کو Waterborne diseases سے نجات دلانے کے لئے 11۔ارب روپے کی خطیر رقم صاف پانی کے لئے اس بجٹ کے اندر مختص کی گئی ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ جب ہم اگلے سال بجٹ پیش کر رہے ہوں گے تو اس سے زیادہ رقم مختص کر کے اور جب ہم اپنے الیکشن کے لئے جا رہے ہوں گے تو پنجاب کا کوئی دیہات ایسا نہیں ہو گا جہاں پر پانچ منٹ کے فاصلے پر پینے کا صاف پانی بین الاقوامی معیار کے مطابق ہمارے غریب عوام کو ارزاں نرخوں پر مہیا نہ ہو، door step پر مہیا نہ ہو۔ اس کے علاوہ میں عرض کروں گا کہ energy crisis جس کی ہم بات کرتے رہتے ہیں، 31۔ارب روپے انرجی کے لئے مختص کئے گئے ہیں اور صرف ایک سال کے اندر بہاولپور میں سولر پارک مکمل ہو کر اپنی بجلی نیشنل گرڈ کے اندر دے رہا ہے۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ اور ایک آخری گزارش کے ساتھ یہ تجویز پیش کرنا چاہوں گا۔ اس وقت محترمہ وزیر خزانہ، معزز وزیر قانون بھی تشریف

فرما ہیں۔ ہمارے بہاولپور کی اشد ضرورت ہے کہ ہماری تحصیل احمد پور شرقیہ کو District Level تک اپ گریڈ کیا جائے۔اس وقت لگ بھگ بارہ سے چودہ لاکھ آبادی کی تحصیل ہے، میاں محمد شہباز شریف کا میں شکر گزار ہوں کہ انہوں نے بھی ہدایات جاری فرمائی تھیں کہ اس کے لئے آپ technical working کریں،اس وقت working paper تیار ہیں، یقیناً ہمارے لئے بہت کچھ ہو رہا ہے، ہماری تحصیل پنجاب کے کئی اضلاع سے بڑی ہے یا ان کے at par ہے۔ میری یہ درخواست ہوگی کہ آئندہ بجٹ کے اندر اس پر خصوصی توجہ فرمائی جائے اور پنجاب کے اندر جہاں جہاں بھی اضلاع کو اپ گریڈ کرنے کی ضرورت ہے ان کو اپ گریڈ کیا جائے،اس سے ہمارے عوام کو یقیناً آسائش مہیا ہوگی۔ایک دفعہ پھر میں فنانس کی ٹیم کو اور پی اینڈ ڈی کی ٹیم کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں، آخر میں چیف منسٹر کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اتنا خوبصورت اور بیلنس بجٹ پنجاب کی عوام کے لئے پیش کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جناب محمد انیس قریشی صاحب!

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! شکریہ۔ معزز قائد حزب اختلاف نے ڈیڑھ گھنٹہ کی کل دھواں دھار تقریر کی اور ان کا جو محور تھا، نشانہ تھا وہ وزیر اعلیٰ پنجاب تھے۔ وہ اپنی ساری تقریر میں وزیر اعلیٰ کی good governance کو ridicule کرتے رہے اور sarcastic remarks دیتے رہے میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا پاکستان میں کوئی صوبہ ایسا ہے جس کی governance پنجاب سے بہتر ہو؟ وزیر اعلیٰ پنجاب کی governance تمام صوبوں سے بدرجہا بہتر ہے۔ بلاوجہ کیڑے نکالنا درست بات نہیں ہے اور بلاوجہ sarcastic remarks دینا بھی درست بات نہیں ہے۔ کل انہوں نے ایک point raise کیا تھا کہ کچھ محکموں نے اپنا budget lapse ہونے کی وجہ سے surrender کر دیا ہے، میری وزیر خزانہ سے درخواست ہے کہ ایسے افسران کے خلاف وہ ایکشن لیں، ان کی جواب طلبی کریں کہ کن وجوہات کی بناء پر انہوں نے بجٹ surrender کیا ہے اور اسے utilize نہیں کر سکے۔

جناب سپیکر! یہ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا کارنامہ ہے کہ انہوں نے شب و روز محنت کر کے چائنا کو قائل کر لیا ہے کہ اب چین 46۔ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کرنے پر رضا مند ہو گیا ہے اور 34۔ارب ڈالر کی خطیر رقم صرف بجلی کے شعبوں پر خرچ ہوگی۔ انشاء اللہ 2017 تک لوڈ شیڈنگ کا خاتمہ ممکن ہو سکے گا۔ پاکستان میں اس وقت بھی بجلی کے بہت سارے منصوبوں پر کام ہو رہا ہے لیکن کوڑا کرکٹ سے بجلی پیدا کرنے کا کوئی منصوبہ زیر غور نہیں ہے۔ کوڑا کرکٹ کی لاہور جیسے شہر میں بہتات ہے اور کلر کہار میں منشاء گروپ آف انڈسٹری کوڑا کرکٹ سے بجلی پیدا کر کے وہاں پر

سیمنٹ فیکٹری چلا رہا ہے۔ اگر اس منصوبے کو زیر غور لایا جائے تو raw material بھی موجود ہے اور یہ economical بھی ہوگا لہذا اس منصوبے پر بھی عمل کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! زراعت ہماری ترقی کے لئے شہ رگ کی حیثیت رکھتی ہے اور ہمارے ملک کی 45 فیصد آبادی کا انحصار زراعت پر ہے اور ساٹھ فیصد برآمدات بھی زراعت کے شعبے میں ہوتی ہے لیکن بڑے افسوس کے ساتھ میں اس بات کا ذکر کرتا ہوں کہ اس دفعہ چاول، پھٹی اور آلو کے سلسلے میں حکومت نے کوئی اچھا کردار ادا نہیں کیا خصوصاً وزیر تجارت اور ہماری جو رائس ایکسپورٹ کارپوریشن ہے اس نے بھی صحیح role ادا نہیں کیا۔ یہ ہمارا فرض ہے کہ کاشتکاروں کے لئے marketing facilities provide کریں۔ ہمارے ملک کا باسمتی چاول ایران، افغانستان اور مڈل ایسٹ تک برآمد ہوتا تھا لیکن اس سال انڈیا اور بنگلہ دیش نے foreign markets capture کر لی ہیں۔ اس وجہ سے ہمارا چاول ان ممالک میں نہیں جا سکا اور کاشتکار اس وجہ سے سخت پریشان ہے۔ یہی حشر پھٹی کا بھی ہوا ہے، کاشتکاروں کو relief مہیا کرنے کے لئے ہمارے ارباب بست وکشاد کو ایکشن لینا چاہئے اور جہاں تک ممکن ہو سکے ان کے لئے marketing facilities مہیا کریں۔ خادم اعلیٰ کا Rural Roads Programme بڑا خوش آئند ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب کا 150۔ ارب روپے سے پنجاب میں نئی سڑکیں بنانے کا پروگرام اور پرانی سڑکیں مرمت کرنے کا ایک انقلاب آفریں قدم ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے یہ پروگرام اچھے طریقے سے انجام پذیر ہوا تو انشاءاللہ یہ ایک انقلابی قدم ہوگا اور ہمارے rural areas میں خوشحالی لائے گا۔

جناب سپیکر! Water Courses میں پچھلے سال 9 ہزار کھالہ جات کو پکا کیا گیا تھا اور آئندہ کے لئے 4۔ ارب 58 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ کاشتکار کی اپنی contribution اگر 30 فیصد ہے تو وہ بھی دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے اس لئے ہمیں کھالہ جات کو compulsory طور پر پختہ کرنا چاہئے۔ اس میں کاشتکاروں کا بھی بھلا ہے اور ہماری حکومت کی معاشی ترقی بھی involve ہے۔ اس کے علاوہ کاشتکاروں کی جو contribution ہے اس کو as arrears of land revenue کے طور پر recover کیا جائے۔ اس میں ہماری معاشی ترقی کا راز مضمر ہے۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں ہیلتھ انشورنس سکیم کا ذکر کیا گیا ہے، امریکہ میں یہ ہیلتھ انشورنس سکیم بُری طرح سے فیل ہو چکی ہے اور وہاں کی عوام، غریب اور مڈل کلاس جو ہے وہ اس کے ہاتھوں سخت پریشان ہے۔ ایک گولی بھی لینی ہو تو اس کے لئے بھی نسخہ لکھوا کر لائے تب اسے وہ گولی ملے

گی اس لئے مہربانی فرماکر اگر تو پریمیئم کی رقم حکومت نے ادا کرنی ہے تب تو ٹھیک ہے اگر پریمیئم کی رقم عوام نے ادا کرنی ہے تو خدارا اس سے ہمیں نجات دلائیں کیونکہ امریکہ میں یہ سسٹم بری طرح سے فلاپ ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر! Punjab Social Protection Authority کا قیام عمل میں لایا گیا ہے کم آمدنی والوں کے لئے تو پہلے ہی بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام بھی موجود ہے اور زکوٰۃ فنڈ موجود ہے پھر اس Social Protection Authority لانے کا کوئی جواز معلوم نہیں ہوتا اور اس کی تشریح بھی نہیں کی گئی۔ میرے خیال میں اگر اس پیسے کو شادی گرانٹ کے لئے استعمال کیا جائے تو بہت اچھی بات ہو گی کیونکہ ہمارے جنوبی پنجاب کے علاقوں میں لوگوں کے دس سے لے کر چودہ چودہ بچے ہیں اور وہ اپنی بیٹیوں کی شادیاں نہیں کر پاتے۔ اگر ان پیسوں کو اس نیک مقصد کے لئے استعمال کیا جائے تو یہ اچھی بات ہو گی۔

جناب سپیکر! سیلز ٹیکس rate reduce پر recover کرنے کا پروگرام ہے اکثر دیکھا گیا ہے کہ ہمارے بے شمار business concern اور دکاندار گورنمنٹ کا مقرر کردہ ٹیکس عوام سے تو لے لیتے ہیں لیکن یہ ٹیکس سرکاری خزانے میں جمع نہیں ہو پاتا اس لئے کہ وہ رسید جاری ہی نہیں کرتے اگر رسید جاری کرتے ہیں تو اس کی کاربن کاپی نہیں رکھتے۔ براہ مہربانی حکومت اپنی دستخط اور مہر شدہ رسید بکس مہیا کرے۔ میں ایک اور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ لینڈ ریونیو ایک معمولی ٹیکس تھا جو فی ایکڑ تین روپے چارج کیا جاتا تھا پتا نہیں کن وجوہات کی بناء پر حکومت نے یہ ٹیکس ختم کر دیا ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس ٹیکس کو دوبارہ لاگو کیا جائے کیونکہ یہ ایک nominal amount تھی اور کاشتکار اسے خوشی سے ادا کرتے تھے۔

جناب سپیکر! کل قائد حزب اختلاف بھی فرما رہے تھے کہ ہمارے business concern seal کئے جا رہے ہیں دکانیں seal کی جا رہی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ لوگوں نے residential areas میں کمرشل مارکیٹیں بنا لی ہیں، بازار بنا لئے ہیں اگر ان کو گرا دیا جائے تب تو ٹھیک ہے لیکن جہاں تک میرا خیال ہے یہ ممکن نہیں ہے۔ اگر ان کو regularize کر لیا جائے اور ان سے کمرشل فیس چارج کر لی جائے تو میں یہ دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اتنی رقم اکٹھی ہو جائے گی کہ آپ کو کسی ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف سے قرضہ لینے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

جناب سپیکر!میں آخری یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ملک میں میڈیکل کالجز میں 70فیصد سیٹوں پر خواتین کو داخلہ مل رہا ہے اور30فیصد male candidates کو داخلہ ملا ہے۔اگر یہی حالت رہی تو کوئی وقت ایسا آئے گا کہ ہمارے رورل ہیلتھ سنٹر اور بیسک ہیلتھ یونٹس میں کام کرنے کے لئے کوئی ڈاکٹر نہیں ملے گا کیونکہ خواتین ایم بی بی ایس کرنے کے بعد یا تو شادی کرواکر گھر بیٹھ جاتی ہیں یا اربن ایریاز میں کام کرنے کو ترجیح دیتی ہیں اور دور دراز علاقوں میں جانے کے لئے تیار نہیں ہوتیں اس لئے براہ مہربانی اس پر غور کریں ورنہ ہماری ہیلتھ پالیسی بُری طرح فیل ہو جائے گی۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر:بہت شکریہ۔احمد خان بلوچ صاحب!آپ آج بات کریں گے یا صبح؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے پبلک پراسیکیوشن (جناب احمد خان بلوچ):جناب سپیکر!میں کل بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:چلیں ٹھیک ہے۔آج کی یہ لسٹ مکمل ہو گئی ہے۔کل بھی سالانہ بجٹ پر عام بحث جاری رہے گی۔اب اجلاس بروز بدھ مورخہ 17۔جون2015 صبح10.00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔